غلاف نساء

از قلم : ارم شہزادی

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy

or steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

NOVEL HUT

JazakAllah

قسط نمبر:1

نومبر کی ٹھنڈ شدت سے پڑ رہی تھی --۔ سردی کی وجہ سے لوگ گھروں میں چُھپے ہوئے تھے --۔ سردی کی وجہ سے اسلام آباد کی خوبصورت سڑکیں خالی پڑی تھی--۔ ماحول میں اک خاموشی سی چھائی ہوی

تھی---۔ وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتے مال سے نکل رہی تھی کیونکہ آج پھر اگر وہ گھر لیٹ پہنچتی تو نانو جان سے واٹ لگنی تھی -----۔

کندھے پر بیگ ڈالے جامنی ہوڈی پہنے نیچے جینز پہنے

اور سکاف کو گلے میں مفلر کی طرح لیٹے سردی کی شدت سے وہ ہاتھ مل رہی تھی---۔ ماہم گل اتنی پر کشش تھی کہ کوئی ایک دفعہ اسے دیکھ لیتا

تو مڑ کے دیکھنا ضرور چاہتا اپنی ہی سوچو میں گم ماہم گل جلدی می تیز تیز چل رہی تھی کہ بیگ میں پڑا موبائیل بجنے لگا---۔ موبائل کی سکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر ماہم گل کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے---۔

کال آن کرتے کان ساتھ لگائے بات کرنے لگی۔۔۔۔ اور کتنی دیر ہے
تمہیں
گل کتنی دفعہ کہا ہے کہ گھر
جلدی آیا کرو ایک تو تمہیں کوئی بات سمجھ نہیں آتی گل ۔۔۔۔۔۔

آرہی ہوں نانو جان بس کام بہت زیادہ تھا آج ۔۔ راستے میں ہوں آپ فکر نہیں کریں ۔۔۔ ماہم گل نے فون بند کرتے نانو جان کو جواب
دیا۔۔۔

ماہم گل گھر پہنچی تو سامنے نانو جان کو دیکھ کر پھر سے اپنی ہونے والی عزت کا
خیال آگیا۔۔۔

.بہت جلدی نہیں آگئی تم کتنی دفعہ کہا ہے کہ جلدی گھر آیا کرو لیکن مجال ہے کہ اس لڑکی کے دماغ میں کوئی بات آئے" نانو جان نے چہرے پر مصنوعی غصہ
دکھاتے اُسے ڈانٹا۔۔۔

NOVEL HUT

او کے نانو آگے سے جلدی ہی آؤں گی آج رش بہت تھا مال میں ۔۔۔ماہم نے
بیچارگی شکل بناتے ہوئے کہا۔۔

اچھا ٹھیک ہے اب جاو فریش ہو میں کھانا لگواتی ہوں آکر پھر میری بات سننا

کھانے کے بعد اس وقت وہ نانو جان کے کمرے میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ آخر ایسی بھی کیا بات ہے۔۔۔تمہارے باپ کا فون آیا تھا کل کورٹ جانا ہے ۔عدالت نے آخری تاریخ دی ہے۔۔ کل فیصلہ ہوگا تم کل کام سے چھٹی لے لینا ۔۔نانو جان نے یہ بتاتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات پر غور کیا ۔۔

"ٹھیک ہے نانو جان میں آجاؤں گی اپ فکر نہ کریں ۔۔"یہ کہتے ہی گل رُکی نہیں اور اپنے کمرے میں چلی گئی ۔۔۔اس کے چہرے کے سرد تاثرات نانو جان سے چُھپے ہوئے نہیں تھے ۔۔۔جب بھی نانو جان اس سے ماں باپ کا ذکر کرتی تھی وہ اسی طرح کمرے سے نکل جاتی تھی ۔۔۔

کم از کم یہ ذکر گل کے لیے تو باعث تکلیف تھا جو ہر دفعہ اس کی روح کو چھلنی کر دیتا تھا ۔۔وہ ہر دفعہ اس طرح کے سوالات سے بچتی تھی ۔۔کیونکہ یہ ذکر ماہم گل کی ذات پر سوالیہ نشان تھا ۔۔کم از کم گل کو تو یہی لگتا تھا. ۔۔۔۔

ماضی۔۔

جاوید اقبال کی شادی ان کے والد نے زبردستی اپنے دوست کے بیٹی خدیجہ فاطمہ سے کروائی تھی۔۔چونکہ یہ نکاح جاوید اقبال کی پسند کے مطابق نہیں تھا لیکن اپنے باپ کے منتوں ترلوں کے آگے ہار مانتے خدیجہ سے نکاح کر لیا ۔۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کے یہ شادی زیادہ عرصہ چل نہ سکی اور ان کی آپس میں طلاق ہو گئی ۔۔۔جاوید

اور خدیجہ کی ایک بیٹی تھی جن کا نام انہوں نے ماہم گل رکھا تھا۔۔خدیجہ بیگم نے طلاق کے کچھ عرصہ بعد شادی کر لی اور اپنی زندگی کو دوبارہ سے ٹریک پر لے آئیں ۔۔۔دوسری طرف جاوید اقبال نے بھی دوسری شادی کر لی جس میں سے ان کے دو بچے بھی تھے۔۔

ماہم گل جب چھ سال کی تھی تب سے اُسے اس کی نانو نے سنبھالنا شروع کر

NOVEL HUT

دیا۔۔۔نانا جان بہت پہلے وفات پا چکے تھے۔۔

یہ نہیں تھا کہ ماہم کی ماں (خدیجہ بیگم)ماہم کو بھول گئی تھی وہ مہینوں میں ایک دفعہ ماہم سے مل کر جاتی تھی نصیحت کرتی تھی گھنٹوں اس کے پاس بیٹھتی تھی۔۔

جاوید اقبال بھی مہینے میں ایک دفعہ ماہم سے رابطہ کر لیتے۔۔تین چار رسمی باتوں کے بعد رابطہ بند۔۔وہ ماہم کے اکاؤنٹ میں ہر ماہ بھاری رقم ڈلواتے

تھے جو اُس کی یونی کی فیسز تھی۔۔ اس کے ماں باپ اخراجات اٹھانے ماہ
میں ایک دفعہ کال کر لینے اور

سال میں ایک دو

ملاقات کرنے سے سمجھتے تھے کے ہم نے ماں باپ ہونے کا فرض ادا کر دیا
ہے۔۔۔ سال ۱۹ کی ماہم گل جو اس وقت اسلام آباد "The paradise
mall" مال میں کاونٹر کا کام کرتی ہے۔۔ اپنی پڑھای مکمل کرنے کے بعد کام
شروع کر دیا کیوں کہ ماہم کو انڈیپینڈ بنا تھا گل کسی پر انحصار نہیں کرنا چاہتی
تھی۔۔ جاوید اقبال (ماہم کے والد) کی طرف سے آنے والا خرچہ جو ماہم
گل کے اکاؤنٹ میں پڑا رہتا جسے آج تک ماہم نے اپنی زات پر لگانا اپنی توہین
سمجھا

ہے۔۔

گُل نے جب سے ہوش سنبھالا تھا اسے اس کی

نانو جان نے پالا تھا۔۔۔ نانو جان نے ہمیشہ گل کو

باہر کی گرم ہوا نہ لگنے دی۔۔

انہوں نے کبھی اسے بے جا لاڈ پیار دے کر بگاڑا نہیں اک ٹھوس رویہ تھا
ان کا ماہم گل کے لیے۔۔

لیکن فکر بھی وہ گل کی بہت کرتی تھی گُل کے

پاس صرف ایک ہی رشتہ تھا اس کی نانو جان جن کی ہر بات ماہم گل پر ماننا

ضروری تھا۔۔۔

صبح کا وقت تھا نومبر کی صبح بہت ہی پر سکون ہوتی ہے لوگ اپنے کاموں کی طرف روانہ ہو چکے تھے ۔۔ چونکہ آج کل کی چھٹی تھی تو وہ نیند پوری کر رہی تھی ۔۔۔ کہ پاس پڑا موبائیل زورو شور سے بجنے لگا کہ

رحم کیا جائے اور موبائیل کو اُٹھا لیا جائے۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔ نہیں آج میں مال نہیں آوں گی۔۔ ہمم ۔ آج نانو کے ساتھ کورٹ جانا لاسٹ ڈیٹ ہے آج تمہیں تو پتا یار اوکے میں فریش ہو کے کال کروں گی تم بھی کورٹ میں ملو مجھے اللہ حافظ فون کو بند کرتے سائیڈ ڈرار پر رکھ دیا۔۔ کال ماہم گل کی دوست نمرہ تھی ۔۔۔ ماہم کا فرینڈ سر کل اتنا بڑا نہیں تھا نہ ہی وہ لوگوں سے جلدی گھل مل پاتی تھی ۔۔ رشتوں کی کمی نے ماہم کو احساس کمتری کا شکار

کر دیا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

گرین چیک شرٹ پہنے نیچے ٹائٹ جینز کے ساتھ جو گر ز سکاف کو گلے میں ڈالے میک اپ کے نام پر صرف گلوز ہونٹو پر موجود تھا ۔۔ گل سادہ سی بہت

پیاری لگتی تھی ۔۔۔ گُل جس ماحول میں بڑی ہوئ تھی

اس ماحول نے گل کو بولڈ بنا دیا تھا کسی سے دوستی نہیں کرتی تھی بس خود تک محدود تھی۔۔ دنیا بے وفا ہے لوگ کسی کے نہیں ہوتے ۔۔۔ عمریں گزار کر تعلقات ختم کرنے میں اک سیکنڈ لگاتے ہیں ۔۔یہ گُل کا کہنا تھا۔۔۔

خدیجہ بیگم (گل کی ماں) طلاق کے بعد چاہتی تھی کہ کل ان کے ساتھ رہے اور جاوید اقبال چاہتے تھے کہ کل اپنے باپ کے ساتھ رہے۔۔ اسی پر کیس وغیرہ چل رہے تھے کل اکتائی ہوئی تھی۔۔ آج آخری تاریخ تھی فیصلہ کل کا ہونا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

صبح کا وقت تھا نومبر کی صبح بہت ہی پرسکون ہوتی ہے لوگ اپنے کاموں کی طرف روانہ ہو چلے تھے ۔۔ چونکہ آج گُل کی چھٹی تھی تو وہ نیند پوری کر رہی تھی ۔۔۔ کہ پاس پڑا موبائیل زورو شور سے بجنے لگا کہ

رحم کیا جائے اور موبائیل کو اُٹھا لیا جائے۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔ نہیں آج میں مال نہیں آوں گی۔۔ ہمم ۔ آج نانو کے ساتھ کورٹ جانا لاسٹ ڈیٹ ہے آج تمہیں توپتا یار اوکے میں فریش ہو کے کال کروں گی تم بھی کورٹ میں ملو مجھے اللہ حافظ فون کو بند کرتے سائیڈ ڈرار پر رکھ دیا۔۔ کال ماہم گل کی دوست نمرہ تھی ۔۔۔ ماہم کا فرینڈ سرکل اتنا بڑا نہیں تھا نہ ہی وہ لوگوں سے جلدی گھل مل پاتی تھی ۔۔ رشتوں کی کمی نے ماہم کو احساس کمتری کا شکار

کر دیا تھا۔۔۔

کورٹ کے اندر کا منظر

میں باپ ہوں اس کا مہنگے سکول کالجز میں پڑھایا ۔۔ ہر ماہ گل کے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کیے ہیں گل میرے ساتھ ہی رہے گی۔۔۔یہ تھے گل کے باپ جاوید اقبال جو آج کسی بھی صورت گل کو راضی کر کے پنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔۔۔ وکیل نے جاوید اقبال کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔ اور خدیجہ بیگم کی طرف گیا اور ان سے سوالات کیے جن پر وہ بھڑک ہی اٹھی۔۔ آپ سمجھتے کیا ہیں ماہم میری بیٹی ہے میں ماں ہوں اس کی پیدا کیا ہے میں نے اسے میرے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتی۔۔ خدیجہ نے انتہائی غصے میں وکیل کو جواب دیا۔۔ عدالت کے اندر بلکل خاموشی تھی ۔۔ "آڈر آڈر جج نے دونوں کو خاموش رہنے کا کہا ۔۔ وکیل صاحب میں چاہتا ہوں کے ماہم گل کو کٹہرے میں بلایا جائے ۔۔ کورٹ کے اندر چند لوگ ہی تھے ۔۔ نانو جان ۔ نمرہ ۔۔ گل کی دوست گل اور چند ضروری رشتہ دار ۔۔

آپ تب کہاں تھے جب میرے سکول میں داخلے کے لیے مجھ سے میرے باپ کا پوچھا جا رہا تھا اور میری زبان پر زنگ لگ چکا تھا ۔۔ کہاں تھے آپ تب جب مجھے آپ کی ضرورت تھی ۔۔ کہاں تھے تب جب میں پیرنٹس میٹنگ میں جانے کے بجائے چھٹی کر لیتی تھی۔۔ کہاں تھے آپ تب جب

میں گر گئی تھی اور میرے گھٹنے پر چوٹ لگی تھی یقین جانے بابا کوئی نہیں آیا تھا ۔۔ میں خود اٹھی تھی گھر کے اب میں نے گھر کے اٹھنا سیکھ لیا ہے اور آپ کو بیٹی یاد آئی ۔۔ اور ماما آپ نے کیوں نہ میرا ساتھ دیا ۔ ۔ آپ کو اپنی زندگی پیاری تھی آپ نے رک کر سوچا کیوں نہیں کے آپ کی چھ سالہ بیٹی کا کیا ہو گا ۔ ۔ آپ تب کیوں نہیں رکی ماما جب میں چھ سال کی آپ کا دوپٹہ پکڑ کر کہ رہی

تھی ۔ ۔ رُک جائیں ماما مت جائیں

" وقت گزر جاتا ہے لیکن رویے

'

یاد رہتے ہیں ۔۔ اور اب میں سوچتی ہوں بیتی باتوں سے دل کو دکھانا

ضروری ہے ؟"

NOVEL HUT

میری زندگی میں ماں باپ کی کوئی چیز ہی نہیں ۔۔ میں تو نا چاہ کر بھی یتیم بن گئی ۔ ہاہاہا اک اور قہقہہ تکلیف آنکھوں میں مجھے آپ دونوں سے اتنے شکوے ہیں کہ رات کم پڑ جائے گی لیکن آپ کی بیٹی میں اتنا صبر ضرور ہے کہ وہ اک لفظ نہیں کہے گی ۔۔ میں یہ نہیں کہتی کے مجھے آپ دونوں سے نفرت ہے نہیں ۔۔ لیکن آپ دونوں مجھ سے کوئی امید مت رکھیے گا ۔۔ اور رہی بات میرے رہنے کی تو میں اتنا کما لیتی ہوں کے اپنے اخراجات پورے کر سکوں آپ دونوں آگے تو بڑھ چکے ہیں زندگی میں میری وجہ سے آگے کی

خراب نہ کریں مجھے پر حق جمانے فیصلہ تھوپنے کا حق میں کسی کو نہیں دیتی کچھ دن تک میں ہوسٹل شفٹ ہو جاؤں گی۔۔یہی میرا فیصلہ ہے۔۔اک سرسری سی نظر سب پر ڈالتے وہ کورٹ سے نکلتی باہر چلی گئی۔۔۔نانو جان سے لے کر جج تک سب کی آنکھیں نم تھی سوائے گل کے خودغرض ماں

باپ کے کورٹ سے وہ سیدھا گھر آئی تھی آتے ہی اس نے روم لاک کر دیا تھا اور فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر سامنے ڈرار پر نظریں مرکوز کر لی ۔۔ خاموشی بلکل خاموشی تھی اندھیرا تھا ۔۔آنکھوں میں ویرانی تھی چہرہ سرد تھا۔۔آج ماہم گل بات بات پر رونے والی خاموش تھی کیوں؟ کیا تکلیف گہری تھی؟ یا دل پر لگے زخم تازہ تھے؟ یا ماں باپ کی آنکھوں میں حیوانیت دیکھ لی تھی؟ یا وہ خود سے سوال کر رہی تھی ۔۔ماہم کل رونا چاہتی تھی ۔۔ لیکن ضبط اس قدر تھا کہ آنکھوں سے آنسوں نہیں نکل رہے تھے۔۔وہ لڑکی جو بات بات پر رونے والی اپنی باتوں سے کورٹ میں سب کی آنکھوں کو نم کر آئی تھی خود خاموش بیٹھی تھی ۔۔ حیرت ہے۔۔

NOVEL HUT

اج کے بعد میں نہیں رووں گی ۔۔ ماہم نے خود سے وعدہ کیا میں مضبوط ہوں۔۔ ماہم نے خود کو دلاسہ دیا تھا شاید۔۔

مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں ۔۔۔ ماہم کا دل انکاری تھا اس اعتراف پر۔۔۔ وہ اٹھی اور کمرے میں چکر لگانے شروع کر دیے وہ پاگل ہو رہی تھی شاید ۔۔ واشروم

کی واش بیسن پر جھکی چہرے پر بھی پانی کے چھینٹے مارے سکون کسی

پل نہیں مل رہا تھا۔۔ اس نے ڈرار سے
سلیپنگ پلز نکالی اور لے لی ۔۔۔ آنکھیں بند کی تھوڑی دیر گزری پھر بھی نیند اُس پر
حاوی نہیں ہوئی ۔۔۔
ساری رات آنکھوں میں کٹ گئی صبح ۴ بجے گل کی
آنکھ لگی۔۔

پلین شرٹ کے ساتھ ٹروزر پہنے دوپٹے کو گلے میں ڈالے ویران آنکھیں سرد تاثرات لیے. ڈائنگ ہال میں انٹر ہوی۔۔۔ گل ناشتہ کر لو رات سے کمرے میں بند ہو۔۔ نانو جان نے گل کو افسوس نظروں سے دیکھا۔۔ بھوک نہیں نانو وہیں سے لے کر کچھ کھا لوں گی دیر ہو رہی ہے فکر مت کریے گا آپ ۔۔ گل نے آنکھوں کو زمین پر جھکائے جواب دیا

اور چل پڑی۔۔۔۔۔

سارا دن کام میں مصروف گزر گیا ۔۔ بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی کام ختم کرتے گل مال کے کیفے ٹیریا میں آگئی اور کچھ آوار کیا کھانے کے لیے۔۔۔ ایکسکیوز می ۔۔۔ آپ ماہم گل ہیں ؟؟ ایک کاؤنٹر کیشیر لڑکا گُل سے مخاطب ہوا۔۔۔ وہ نئی پوسٹ پر تھا اور کچھ دن پہلے ہی مال میں جاب کے لیے آیا تھا۔۔ اس کا اونٹر گل کے ساتھ والا ہی تھا۔۔۔

جی میں کیا مدد کر سکتی ہوں آپکی ؟ کل نے کاؤنٹر والے کو سختی سے جواب دیا۔۔

دراصل نیچے کوئی آپ سے ملنے آیا ہے ۔۔ آپ ایک دفعہ جا کر کنفرم کر لیں ! لہجے میں ناگواریت سی تھی۔۔۔

کھانا چھوڑ کر گل نیچے آئی آنکھوں میں حیرت تھی کہ اس سے کون ملنے آسکتا ہے ۔۔ فرسٹ فلور پر پہنچتے اپنے کاؤنٹر کی طرف قدم بڑھاتے سامنے اپنے باپ جاوید اقبال کو کھڑے پایا ۔۔ آنکھوں میں دہشت پھیل گئی تھی ۔۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگ گیا کہ ابھی باہر نکل آئے گا ۔۔ قدم انکاری تھے اس سمت چلنے کے لیے ۔۔ وہ رک گئی تھی ۔۔ تھم گئی تھی ۔۔ کل کو لگا تھا جیسے ہر چیز رک گئی ہے ۔۔ دنیا رک کر اب اسکا مزاق بنائے گی ۔۔ ماہم نے من من کے قدم اٹھائے اور آگے بڑھی ۔۔۔ جی میں کیا مدد کر سکتی ہوں آپکی ۔۔ اپنے باپ سے اک قدم کے فاصلے پر ۔۔ آنکھوں میں آنکھیں ۔۔ وہی لہجہ جو عام کسٹمرز کے لیے

ہوتا ۔۔

مجھے شرم آتی ہے تمہیں اپنی بیٹی کہتے ہوئے بھی گل ۔۔ جاوید اقبال نے دھاڑتے ہوئے گل کو سنایا ۔۔

اور مجھے اپنے نام کے ساتھ جڑنے والا آپ کا نام اس سے شرم آتی ہے ۔۔ سخت لہجہ

تھا۔۔

گُل میرا ضبط مت آزماؤ کل کورٹ کے سامنے کیا عزت رہ گئی تھی میری اتنی بڑی ہو گئی ہو تم؟ اس دن کے لیے پیدا کیا تھا تمہیں کے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دو؟ یہ مت بھولو تم آج جس مقام پر ہو صرف میری وجہ سے اپنی ماں کی وجہ سے نہیں ۔۔۔ جاوید اقبال نے گل کو اُس کی اوقات یاد دلائی۔۔ ان کے لیے ضروری تھا شاید۔۔۔ فرسٹ آف آل بابا میں نے جو کچھ کورٹ میں کہا میں زرا شرمندہ نہیں اور اگر آپ یہاں مجھے شرم دلانے آئے ہیں تو فائدہ نہیں ۔۔ تب آپ کو چھ سالہ بیٹی کی ضرورت نہیں تھی آج آپ انیس سال کی بیٹی کو اپنے مفاد کے لیے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں؟ تاکہ آپ کی جائیداد چیرٹی میں نہ جائے؟ گل استہزایہ ہنسی۔۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتا بابا جب آپ جیسے بزدل ماں باپ اولاد پال نہیں سکتے تو پیدا کیوں کرتے ہیں ۔۔ دوسروں کے آسرے پر چھوڑنے کے لیے؟۔۔۔ گل نے جاوید اقبال کی آنکھوں میں جھانکتے کہا۔۔ گل میرا صبر مت آزماؤ کچھ تو تمہیں میری ضرورت پڑے گی تب میں یسر نہیں ہوں گا تمہیں ۔۔ جاوید اقبال نے شاطرانہ تاثرات کے ساتھ گل کو کہا اور چلے گئے وہاں سے۔۔ آپ مجھے پہلے بھی یسر نہیں تھے بابا آواز اتنی تھی کہ با مشکل وہ خود ہی سن پائی تھی۔

۔ آنکھوں میں آیا پانی رک نہیں رہا تھا ۔۔ اُس نے لمبا سانس کھینچا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی ۔۔ آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو شدت سے صاف کیا گیا تھا آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی

تھی ۔۔ وہ خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔ جب

کوئی آسمان کی طرف دیکھ کر آنکھوں کو شدت سے صاف کرتا

ہے تو وہ بس رب ہی جانتا ہے کے وہ شحض ضبط کی کس انتہا پر

ہے ۔۔۔

جی آپ کے چھ ہزار سات سو ہو گئے ۔۔۔ نہیں پیمنٹ کیش ہو گی ۔۔ گل کام میں مگن تھی اُس کے ہاتھ تیز تیز چل رہے تھے دل پر بوجھ تھا وہ جلد کام ختم کر کے جانا چاہتی تھی ۔۔

مال سے نکلتے وہ سڑکوں پر چل رہی تھی باپ سے ہوئی ملاقات گل کے دماغ میں گردش کر رہی تھی ۔۔ سردی شدت سے پڑ رہی تھی روڈ پے اکا دُوکا لوگ تھے ۔۔ پاس کوئی آٹو بھی نظر نہیں آرہی تھی کہ وہ گھر پہنچ پاتی آج ماہم گل کو شاید پیدل ہی گھر جانا تھا ۔۔۔ نانو کا گھر پیر اڈا ایس مال سے ۱۵،۲۰ منٹ کی دوری پر ہی تھا ۔۔۔ کل صبح ۱۰ بجے جاتی تھی اور واپسی ۶،۷ بج ہی جاتے

تھے ۔۔۔۔

گل اپنے ہی سوچوں میں گم روڈپر چل رہی تھی ۔۔ کہ دور سڑک پر شور مچ رہا تھا ۔ ۔ مغرب کا وقت تھا رش بھی اتنا نہیں تھا ۔۔ دور روڈپر ایک عورت بچوں پر زور زور سے چیخ رہی تھی۔۔ گل کو برا

لگا

ایکسکیوز می 1 آنٹی ۔۔۔ آپ ان معصوم بچوں کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں ۔ ۔ گل نے عورت کو دیکھتے کہا جو ایک سیاہ کالی لمبی چادر سے نقاب کیے خود کو اسی چادر سے ڈھانپے ہوئے تھی دکھنے میں 35,36 سالہ عورت تھی ۔۔ اُس عورت نے مڑ کر گل کو دیکھا اور ایک عجب نظر میں اُسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔ بچے میں اتنی دور سے سامان اٹھا کر لائی تھی اور ان معصوم بچوں بقول تمہارے انہوں نے سارا سامان گرا دیا میری بچی گھر ہے اب کس طرح گھر جاوں اس ملک میں بزرگوں کا احترام ہی نہیں ۔۔ عورت نے گل سے کہا ۔۔ گل نے دیکھا سامان میں گھر کی اشیاء آنا گھی کا پیکٹ اور دوسری چیزیں تھی جو اس وقت زمین پر گر چکی تھی۔۔۔ ہم غریب لوگ ہیں اک پیکٹ سے مہینا گزار لیتے ہیں اب بتاؤ ڈانٹوں کے نہیں تم نہیں سمجھو گی ہم غریبوں کا دُکھ ۔ ۔ ۔ عورت کی آنکھوں میں دکھ تھا آخری بات اُسنے اس لیے کہی کیونکہ گل کے ٹایٹ پینٹ پر شرٹ دوپٹہ گلے میں اور بال بمشکل کندھے تک آنے والوں کو پیچھے کیچر میں باندھا ہوا تھا۔۔ اس حولیے سے ہی وہ اندازہ لگا چکی تھی کے کسی کھاتے پیتے گھر کی ہے۔۔

گل نے سامنے چھوٹے کے سٹور سے وہیں چیزیں لی جو روڈ پر گری ہوئی تھی۔۔ آئیں آنٹی میں آپکو گھر تک چھوڑ دوں ۔ ۔ گل اس عورت کو دیکھ کر اپنا غم بھول گئی تھی۔۔ نہیں بچے بہت شکریا اللہ بھلا کرے تمہارا میرا گھر ساتھ ہی گلی میں ہے میں چلی جاؤں گی ۔ عورت کی
آنکھوں میں نرمی تھی۔۔

بچے رات کو سڑک پر اکیلے نہیں نکلتے۔۔ عورت نے گل کو نصیحت کی۔۔ جی آنٹی۔۔ گل کو سُننا اچھا لگ رہا تھا۔ آنٹی آپ نے تو مجھے میرے حولیے سے جج کر لیا تھا شاید۔۔ گل نے چہرے سے مسکراہٹ چھپاتے کہا۔۔
ہاتھوں میں شاپر پکڑے عورت کے ساتھ گلی میں چلتے وہ ان سے باتیں کر رہی تھی۔۔

ہاں مجھے لگا باقی لڑکیوں کی طرح تم بھی امیر باپ کی بگڑی اولاد ہو گی ۔۔ عورت نے بھی ہنستے جواب دیا۔۔۔

گُل کے چہرے پر اک سایہ لہرایا جسے وہ خوب مہارت سے چھپا گئ۔۔ آنٹی غلاف تو قرآن پر بھی ہوتا ہے۔۔ گل نے رخ موڑتے عورت کو دیکھتے کہا۔۔۔آہاں میں سمجھ گئی تمہاری بات لیکن عورت کا غلاف عورت پر بھی چار چاند لگا دیتا ہے ۔۔ انھوں نے ہنستے گل کو جواب دیا۔۔ بچے دوپٹہ سر پر ہی خوبصورت لگتا ہے ورنہ پٹہ تو کتے کے گلے میں بھی ہوتا ہے۔۔ انھوں نے اسے کچھ باور کرانا چاہا گھر آگیا تھا عورت نے گل کے ہاتھ سے شاپر لیے

شکریہ ادا کیا ۔۔ گل عورت کی بات پر سر جھٹکتے مسکراہٹ زدہ ہونٹوں سے واپسی گھر کی طرف چل

پڑی

ڈائینگ ہال میں انٹر ہوئی تو سامنے نانو جان ٹیبل پر بیٹھی گل کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔ آج پھر دیر کر دی تم نے آنے میں۔۔ نانو جان نے اسے دیکھتے کہا۔۔ کام زیادہ تھا بس اسی لیے۔۔ گل نے نظریں جھکائے جواب دیا ۔۔ کل کے واقعے کے بعد وہ دوبارہ ان سے نظریں ملا نہیں پائی بہر حال جو بھی تھا گل نے غلط تو نہیں کہا تھا۔۔ خیر بیٹھو کھانا کھاؤ صبح بھی بغیر ناشتے کے گئی تھی ۔۔ نانو جان

نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

NOVEL HUT

مجھے نہیں پتا تھا میری گل اتنی بڑی کب ہو گی۔۔ نانو جان اس کی طرف دیکھتے کہا جو کھانا شروع کر چکی تھی۔۔۔ نانو جان میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔ پلیز۔۔۔ گل نے دو ٹوک جواب دیا۔۔۔ جب تکلیف حد سے بڑھ جائے تو اسے نکال باہر کیا جاتا ہے ورنہ وہ جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ نانو جان نے گل کو سنجیدہ انداز میں جواب دیا۔۔۔ میں کچھ دن تک ہوسٹل شفٹ ہو جاؤں گی تاکہ مجھ سے جُڑے سب کے اعتراضات ختم ہو جائیں ۔۔ گل نے نانو جان کی بات کو نظر انداز کرتے کہا

۔۔ تمہیں اپنی نانو کا خیال بھی نہیں گل ؟ واقعے تم بڑی ہو گئی ہو اپنے فیصلے خود کر
سکتی ہو۔۔ نانو جان نے گل سرد تاثرات سے دیکھا۔۔

بات فیصلے کی نہیں ہے نانو جان میں بس اس تکلیف سے بھاگنا چاہتی ہوں جو بعد میں میرے لیے جان لیوا ثابت نہ ہو۔ اور ویسے بھی میں آپ کو بھول تھوڑی نہ سکتی آپ سے ملنے آیا کروں گی۔۔ گل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

NOVEL HUT

EPISODE 2

از قلم : ارم شہزاد

بیل جا رہی تھی ۔۔ کچھ منٹس بعد کال آن ہو گئی ۔۔ دوسری طرف نمرہ تھی۔۔۔ گل: یار کہاں مرگی تھی کب سے کال کر رہی تھی اک کام کہا وہ تم سے نہیں ہوتا۔۔ گل نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔ نمرہ: یار تمہارہ ہی کام کر رہی تھی ابھی فری ہوئی ہوں مال سے خود تو میڈم جی جلدی چلی گئیں

تھی ۔۔ نمرہ نے بھی اُسی طرح جواب دیا ۔۔۔ اچھا بتاؤ کیا بنا کام کا ۔۔ گل نے خود کو پر سکون کرتے پوچھا ۔۔ ہاں آج گئی تھی میں ہاسٹل ایڈمیشن فارم سبمٹ کروا آئی ہوں اب دیکھو جیسے خبر ملتی ہے تمہیں بتا دوں گی ۔۔ نمرہ نے پر سکون لہجے میں جواب دیا ۔۔ اچھا پھر بھی کتنا ٹائم لگ جائے گا ؟ گل نے پوچھا ۔۔ نمرہ: ایک دو دن ویٹ کرو ۔۔ تھوڑی دیر اور ادھر اُدھر کی باتیں ہوئی پھر گل نے فون بند کر دیا

زندگی پھر معمول کی طرح گزر رہی تھی اُس دن کے بعد ماہم گل کا ماں باپ کسی سے رابطہ نہیں تھا نہ کسی نے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی ۔۔۔ آج بدھ وار تھا آج گل کو ہاسٹل شفٹ ہونا تھا ۔۔پیکنگ کپڑے سامان سب روم میں بکھرا پڑا تھا ۔۔ نانو جان نے ایک دو دفعہ گل کو منا کیا تھا جانے سے پر وہ رکی نہیں ۔۔ نانہ جان کی پینشن آتی تھی جس سے گھر کا انتظام بہت اچھی طرح چل رہا تھا ۔۔۔ نانو جان کے دو بیٹے جو باہر اپنی بیوی بچوں ساتھ سیٹ تھے سال میں ایک دفعہ چکر لگا لیتے ۔۔ رابطہ بھی ہوتا رہتا تھا ۔۔

NOVEL HUT

گل پیکنگ ہو گئی ہے کیا ؟ یا مدد کرواوں ؟ نانو جان نے کمرے میں آتے پوچھا ۔۔ نہیں نانو ہو گیا بس کچھ ضروری سامان رہ گیا بس ۔۔ گل نانو پاس بیٹھ گی ۔۔۔ اپنے ماں باپ کو بتا دینا تھا اک دفعہ ! نانو جان نے سنجیدہ تاثرات سے گل کو کہا ۔۔ اُن ماں باپ کو بتاؤں جنہوں نے مجھے تکلیف میں اکیلا چھوڑ دیا انہیں بتاؤں جو مجھے صرف اپنے مفاد کے لیے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں ۔۔۔ گل نے ہاتھوں کو گھورتے کھوئے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔۔

گل میں نے تمہاری تربیت ایسی کی ہے؟ معاف کرنا سیکھو در گزر کرنا سیکھو ۔۔ جب ہر چیز اسی دنیا میں چھوڑ کر جانا ہے تو جیت کیا ؟ حاصل کیا ؟ محرومی کیا ؟ ہار کیا ؟ کیا فرق پڑتا ہے ان سب سے؟ آپ کون ہوتے ہیں دوسروں کے کیے کا بدلہ لینے دینے والے اگر کسی نے آپ کے ساتھ غلط کیا ہے تو وہ اللہ کو جواب دہ ہے گل ! ہمیں معاف کرنا سیکھنا چاہیے ۔۔ نانو جان نے بہت پیار سے سمجھانا چاہا۔۔

نانو جان مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ سب کو معاف کرتی پھروں میں کرنا چاہتی ہوں لیکن مجھے ہر دفعہ وہ تکلیف یاد آجاتی ہے وہ راتیں نہیں بھولتی مجھے جب میں ماں باپ کے پیار کے لیے ترسی وہ سب نہیں بھولتا مجھے جب رات کو سونے کے لیے مجھے نیند آور دوائیں لینا پڑتی تھی آپ دعا کریں میں انہیں معاف کرنے کے قابل ہو جاوں۔۔۔ گل نے مایوس لہجے میں کہا۔۔۔

لمبی سی عمارت جو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی ۔۔ وائٹ اور مسٹرڈ کلر کے تھیم کے ساتھ بہت خوبصورت ہاسٹل تھا ۔۔ اس وقت گل نمرہ کے ساتھ ہاسٹل کے سامنے موجود تھی ۔۔ اندر انٹر ہوتے سامنے بہت خوبصورت گارڈن تھا جس کے سامنے بینچ پڑے تھے لڑکیاں باغ میں آگے پیچھے ہر جگہ لڑکیوں کا رش تھا ۔۔ ماہم گل نمرہ کے ساتھ اندر انٹر ہوئی کاؤنٹر سے روم کی کیز اور روم نمبر پتا کرنے کے بعد روم کی طرف چل پڑی ۔۔ یہ

روم گل کو دو لڑکیوں کے ساتھ شئر کرنا تھا۔۔ ہر روم میں تین لڑکیاں آلاؤ تھی۔۔

روم میں انٹر ہوتے سامنے فرش پر تین گدے ڈال کر بیڈ کی صورت بنایا گیا تھا جو دکھنے میں اچھا لگ رہا تھا۔۔ سامنے تین کبڈ تھے جس میں سے دو لاک تھے۔۔ فرش پر کالین بچھے تھے۔۔ چھوٹا سا کمرہ دکھنے میں خوبصورت اور نفاست سے ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی۔۔ روم میں رہنے والے دو افراد اس وقت کام پر تھے جنہوں نے رات کو آنا تھا۔۔ انہیں پہلے ہے بتا دیا گیا تھا کہ روم میں کوئی نئی لڑکی شفٹ ہوگی۔۔

گل ایک دفعہ پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد پاس پڑے تین بیڈز میں سے ایک پر سکون سے سو گئی تھکن بھی بہت تھی اس لیے اس پر نیند جلدی حاوی ہو گئی۔۔

NOVEL HUT

سب کچھ ہلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا کوئی گل کو جھنجھوڑ رہا تھا۔۔ زلزلہ آگیا بھاگو۔ بھاگو۔۔ اک دم سے گل ہڑبڑا کر اٹھی اور چیخنے لگ گئی۔۔ جب گل نے سامنے کھڑی دو لڑکیوں کو دیکھا جو کب سے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

میرا نام شنایہ ہے پیار سے سب شیریں کہتے ہیں۔۔۔ ۔۔۔ شیریں گل کی روم میٹ 23 سال کی جو اس وقت ڈاکٹر بن رہی تھی اسلام آباد ہاسٹل کے

پاس والی یونی میں پڑھ رہی تھی۔۔ شیریں تھی توپنجاب کے جانے مانے شہر منڈی بہاؤالدین سے لیکن شفٹ وہ اسلام آبادہاسٹل میں تھی ۔۔ اور ساتھ کھڑی لڑکی اُمِ وانیہ جو کے گل کی طرح ایک ریسٹورنٹ میں کام کرتی تھی واپس 6 بجے ہاسٹل آتی تھی ۔۔ وانیہ 20 سال کی اسلام آباد کی ہی رہائش پذیر تھی لیکن رہتی ہاسٹل تھی۔۔

تینوں نے ایک دوسرے کو انٹروڈکشن دیا۔۔ دیکھو گل ہمارے روم میں رہنے کے کچھ رولزہیں سمپلی جنہیں تمہیں فولو کرنا ہوگا۔۔ شیریں نے گل کی جانب دیکھتے کہا۔۔بتا اسے رولز۔۔ شیریں نے وانیہ سے کہا۔۔ دیکھو لڑکی آئی ین گل یہاں رہنا ہوگا تو تمہیں کام بھی کرنا پڑے گا جیسے ہم نے آپس میں کام بانٹا ہوا ہے۔ صبح کا ناشتہ تمہیں مل جائے گا جو کہ میں بناؤں گی۔۔ اور روم کی صفائ جو کہ شیریں کرے گی باقی رہ گئے تمہارے ذمے دو کام ۔۔ وانیہ نے احسان کرتے انداز میں بتایا۔۔پہلا ڈیلی واشروم تم صاف کروگی اور دوسرا مال سے واپسی پر سبزی وغیرہ تم لاؤگی پیاز ٹماٹر جو جو بھی یہ دو کام تمہارے ذمے۔۔ اور آخری اصول یہ ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ۔یہ کہ تینوں میں سے جو بھی اپنے کھانے کے لیے باہر سے کچھ لائے گا وہ تقسیم ہوگا۔ ۔ ۔بی کازیو نوشیر رنگ از کئرنگ " شیریں نے آنکھیں مٹکاتے جواب دیا۔۔

NOVEL HUT

ماہم گل تو یہ سوچ کر پریشان تھی جس نے آج تک گھر میں کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا آج واشروم دوھنے پڑیں گے۔۔

چلو اللہ مالک ہے گل سارے دکھ اللہ کے سپرد کر کے خود پُر سکوں ہو کے سو گئی کیونکہ صبح پھر سے کام پر جانا تھا۔۔ زندگی پھر سے اُسی ٹریک پر چلنے لگ گئی تھی ۔۔ہاسٹل آنے کے بعد گل نے دو تین دفعہ نانو جان سے رابطہ کیا تھا۔۔۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے گل اُٹھی تو روم میں کوئ نہیں تھا سامنے کیچن شیلف پر ناشتہ بلکہ ناشہ کہنا صحیح نہیں ہو گا۔۔ دو بریڈ سلائس جو آدھے جلے ہوئے تھے ساتھ کپ میں ٹھنڈی چائے اور جیم "گل کے تو مانو ہوش اُڑ گے ناشتہ دیکھتے۔۔

پر اب کیا کیا جا سکتا تھا اللہ کا نام لے کر گل نے برائے نام ناشتہ کیا۔۔

گل مال میں انٹر ہوئ کاؤنٹر کی طرف گئی معمول کی طرح کام شروع کر دیا۔۔ نمرہ بھی اسی مال میں کام کرتی تھی ۔۔۔ہاں بھئی پھر کیسی گزری رات نیو روم نیو لڑکیاں نیند آئی تھی؟ نمرہ نے گل سے پوچھا۔۔

NOVEL HUT

ہاں ٹھیک ہی تھا سب گل نے اسے واشرومز سے لے کر ساری بات بتائی۔۔۔۔ "نہ کریار۔۔ہاہا۔۔ تم ۔۔ تم اور۔۔ ہاہا۔۔ واشروم۔۔۔۔ نمرہ کا ہنس ہنس کر برا حال تھا مال میں لوگ مُڑمڑ کر انہیں دیکھ رہی تھے۔۔ کے اب دی گریٹ لیڈی ماہم گل واشرومز بھی صاف کریں گی۔۔ اور گل نمرہ کو سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدہ تاثرات سے دیکھ رہی تھی جیسے کہ

رہی ہو ہنسنا تھا۔۔۔

شدت سے : نمرہ کے جانے کے بعد گل کام میں مصروف ہو گئ تھوڑی دیر بعد گل کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ آج سے پہلے گل کو ایسے درد نہیں ہوا تھا۔۔ درد برداشت سے باہر ہو رہا تھا وہ واشروم کی طرف بھاگی۔۔ واش بیسن پر جھکے پانی کے چھینٹے مارے درد کی شدت سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا ۔۔ آنکھیں لال سرخ ہو چکی تھی ۔۔ گل نے بیگ سے پین کلر نکالی اور وہیں باہر بینچ پر بیٹھ گی۔۔۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔ کچھ دیر آنکھیں موندے پُر سکون ہوئ ۔۔ گل کی سمجھ سے باہر تھا یہ

درد

گل واپس کاؤنٹر کی طرف جارہی تھی کہ اس کے ساتھ والے کیشیئر جو کسی عورت کے ساتھ بحث کر رہا تھا۔۔ کیا بات ہے. سر حسن شاہ ۔۔۔ گل

نے سامنے کھڑے لڑکے سے پوچھا ۔۔ وہی جو اس دن گل کو کیفے ٹیریا میں بلانے گیا تھا ۔۔۔۔ گل نے سرسری سا پوچھا ۔۔ مس گل کوئی بات نہیں آپ اگر اپنے کام پہ فوکس کریں گی جہاں اس وقت رش بڑھ رہا ہے تو بہتر ہو گا پلیز ۔۔ حسن شاہ کے لہجے میں گل کے لیے صرف ناگواریت ہی تھی ۔۔
گل نے اک اچٹتی نگاہ حسن پر ڈالی اور اپنے کام میں مگن ہو گی ۔۔

اصل میں حسن شاہ ایک رعبدار پر کشش مرد تھا جسے عورتوں میں دلچسپی نہیں تھی اور خاص کر گل کے جو لیے جیسی لڑکیوں میں بلکل انٹرسٹ نہیں تھا ۔۔ وہ اتنا خوبصورت تھا کے وہاں موجود باقی لڑکیوں نے اُسے بات کرنے کے کی موقع ڈھونڈے تھے ۔۔ لیکن حسن شاہ کسی کو منہ تک نہیں لگاتا تھا بات تو دور کی بات ہے ۔۔
گل کو تو ویسے بھی اس طرح کے کاموں میں انٹرسٹ نہیں تھا ۔۔ اس کے اپنے ہزار مسلے تھے ۔۔۔

♡♡

♡♡

کیز سے روم کو کھولتے اندر انٹر ہوئی تو سامنے شیریں غصے سے واشروم برش ہاتھ میں پکڑے دوپٹہ سر پر لپیٹے غصے سے اونچا اونچا بول رہی تھی۔۔۔ لڑکی تمہیں کل بھی سمجھایا تھا اگر یہاں رہنا ہے تو کام کرنے پڑے گے اک واشروم تم سے صاف نہ ہو پایا یہ آج پہلی اور آخری دفعہ تھا آئندہ غلطی ہوئی تو معافی نہیں ملے گی۔۔ شیریں نے غصے سے برش اس کے ہاتھ میں پکڑایا جیسے کہہ رہی ہو لو پکڑو اب کرو صاف۔۔ وہ مجھے یاد نہیں رہا کل سے میں کردوں گی۔ بلکہ ابھی سے۔۔ گل نے منمناتے جواب دیا۔۔ گڈ اور۔۔ اور سبزیاں لے کر آئی ہو ؟ اس کے پیچھے سے وانیہ ہاتھ میں چمچہ پکڑے شیریں کی بات بیچ میں کاٹتے بولی۔۔ اوپس سوری وہ بھی یاد نہیں رہا گل نے ان کی طرف دیکھتے کہا۔۔

دن پہ دن گزر رہے تھے ۔۔ گل کی زندگی معمول کی طرح صبح مال ، مال سے ہاسٹل تک پُر سکون تھی۔۔۔ گل ہاسٹل کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔۔۔ واشرومز سے لے کر سبزی تک گل اپنے کام بہتر طریقے سے سر انجام دے رہی تھی۔۔۔ کیونکہ گل کو سمجھ آئی تھی کچھ کرنے سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے جب تک آپ اپنے کمفرٹیبل زون سے باہر نہیں نکلیں گے آپ کو زندگی آسان ہی لگے گی۔ ۔ ۔ خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے جو خود کی مدد کرنا چاہیں ۔ ۔ ورنہ خواب تو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔۔۔۔

میں دیکھ رہی ہوں آج کل تمہاری طبعیت کچھ زیادہ ہی خراب نہیں رہنے لگی گل؟ شیریں نے گل سے کہا وانیہ نے بھی اس کی بات سے اتفاق کیا۔۔

نہیں بس ایسے ہی کام کی تھکن کی وجہ سے سردرد رہتا ہے۔۔ گل کو بھی یہی لگا۔۔۔ ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایک دفعہ چیک اپ کروا لو ایویں کہیں پھَڑک پھُڑک گئی ہمارے سرے ہو جاؤ گی۔۔۔ وانیہ نے اس کی بات مزاق میں ڈالتے کہا۔۔

دن پہ دن گزر رہے تھے ۔ ۔ گل کی زندگی معمول کی طرح صبح مال، مال سے ہاسٹل تک پُر سکون تھی۔۔۔ گل ہاسٹل کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔۔۔ واشرومز سے لے کر سبزی تک گل اپنے کام بہتر طریقے سے سر انجام دے رہی تھی۔۔۔ کیونکہ گل کو سمجھ آئی تھی کچھ کرنے سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے جب تک آپ اپنے کمفرٹیبل زون سے باہر نہیں نکلیں گے آپ کو زندگی آسان ہی لگے گی۔۔۔ خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے جو خود کی مدد کرنا چاہیں ۔ ۔ ورنہ خواب تو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔۔۔۔

NOVEL HUT

میں دیکھ رہی ہوں آج کل تمہاری طبعیت کچھ زیادہ ہی خراب نہیں رہنے لگی گل؟ شیریں نے گل سے کہا وانیہ نے بھی اس کی بات سے اتفاق کیا۔۔
نہیں بس ایسے ہی کام کی تھکن کی وجہ سے سردرد رہتا ہے۔۔ گل کو بھی یہی لگا۔۔۔ ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایک دفعہ چیک اپ کروا لو ایویں کہیں پھَڑک پھُڑک گئی ہمارے سرے ہو جاؤ گی۔۔۔ وانیہ نے اس کی بات مزاق میں ڈالتے کہا۔۔

شیریں: میں نے تو اسے کئی دفعہ کہا ہے میرے ہاسپٹل آئے میں چیک اپ کروا دوں گی مجھے معاملہ سیدھا نہیں لگ رہا۔۔۔ شیریں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔۔ کم آن یار ایسے ہی فکر کر رہے ہو تم لوگ ایم او کے۔۔ گل نے پر جوش ہوتے جواب دیا برش ہاتھ میں if you are ok then go and : پکڑو اور واشروم صاف کرو جا کے شاباش ۔۔۔ شیریں نے سیریس انداز میں کہا۔۔ گل کی رونی صورت بن گئی۔۔ جس پر دونوں کا فلک شگاف قہقہ نکلا۔۔۔۔ ان تینوں کی کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی ۔۔

بلیک گھٹنوں تک آتی فراک کے ساتھ ٹائٹ جینز کے ساتھ جو گرز آنکھوں پر سن گلاسز لگائے سٹالر کو گلے میں آگے کی طرف ڈالے۔۔ ہمیشہ کی طرح ہونٹوں پر صرف لپ گلوز لگائے۔۔ سلکی بالوں کو پیچھے کیچر میں بند کیے ماہم گل کافی پر کشش لگ رہی تھی۔۔۔

پیراڈائز مال میں انٹر ہوتے اپنے کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہی تھی کہ سامنے سے آتے حسن شاہ جو کہ جلدی میں کہی جا رہا تھا ,گل اس سے ٹکرا گئی۔ ۔ گل کا موبائل زمین پر گرا اس وقت ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ گل نے غصے اور غم کے ملے جلے تاثرات سے موبائیل کو دیکھا۔۔ غصے سے سامنے کھڑے حسن شاہ پر کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ حسن شاہ گل کا ٹوٹا موبائیل اس کے ہاتھ میں پکڑاتے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالے ہوا کے گھوڑے پر یہ جا وہ جا۔۔۔ گل تو حیرت کے مارے منہ کھولے کھڑی تھی کہ یہ کیا ہوا۔ ۔

فلحال تو گل خود پر قابو کرتے مال میں کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئ۔۔۔ کے آلے ایک

دفعہ پھر بدلہ لوں گی ۔۔۔۔ اس سے اور کام میں مصروف ہو گئ۔۔۔

شام کے پانچ بجے گل نے حسن شاہ کو کاؤنٹر کی طرف بھڑتے دیکھا۔۔۔ کاؤنٹر شیلف پر موبائیل غصے سے پٹکتے اک انداز سے سامنے کھڑی گُل جیسے ابھی حسن شاہ کو کچا چبا جائے گی۔۔۔۔ حسن نے آنکھیں اُٹھا کر سامنے گل کو دیکھا اور آنکھوں میں ناگواری در آئی۔۔۔

"جی ہاؤ کین آئ ھیلپ یو" حسن نے کمپیوٹر پر انگلیاں چلاتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔۔۔ اس کا پُر سکون لہجہ گل کو اور غصہ دلا گیا۔۔ یہ موبائیل میرا باپ ٹھیک کروا کر دے گا ؟؟ گل نے بھڑکتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ مس گل اگر آپ کے والد صاحب نے ٹھیک کروانا ہے تو اس میں میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں بھلا۔۔ پُر سکوں لہجے میں جواب دیا گیا۔۔۔ اس کا پُر سکون لہجہ گل کو اور آگ لگا گیا۔۔۔ شٹ اپ۔۔پ

تم اندھوں کی طرح بھاگ رہے تھے تم نے میرا موبائیل توڑا اب ٹھیک بھی تم ہی کروا کر دو گے۔۔ گل نے دونوں بازو کاؤنٹر پر رکھتے بھڑکتے جواب دیا۔۔ فرسٹ آف آل چیخیں کہیں اور جا کے یہ آپ کا گھر نہیں ہے اور

سیکنڈ میں ٹھیک نہیں کرواؤں گا۔۔۔۔ دونوں بازو سینے پر باندھتے پیچھے ٹیک لگاتے جواب دیا گیا۔۔ ٹھیک تو تمہیں کروانا ہی پڑے گا ورنہ ۔۔ گل نے اسے دھمکاتے کہا۔۔۔ ورنہ کیا کر لو گی؟

حسن نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔۔ میں مے۔۔۔ گل نے اکھڑتے ہوئے سوچا۔۔ جی ہاں بکری بعد میں بن جانا مجھے پتا ہے تمہیں ایسی آوازیں نکالنے کا بہت شوق ہے تم سے ہی پوچھا ہے ورنہ کیا کر لو گی؟؟ حسن نے پھر پوچھا۔۔ میں انتظامیہ ہیڈ کو تمہاری شکایت کردوں گی۔۔ گل نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔۔۔ کم آن ماہم بی بی دھمکیاں کسی اور کو دینا جا کے حسن شاہ پر یہ سب کام نہیں کرے گا۔۔۔ حسن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔۔۔ چھوڑوں گی تو میں تمہیں بھی نہیں سمجھے۔۔ اتنا کہہ کر گل چلی گی کیونکہ کسٹمرز کا رش بڑھ چکا تھا اور ایسے میں بحث کرنا بیوقوفی تھا۔۔

NOVEL HUT

اور ویسے بھی اب گل کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا اس لیے وہ چلی گئی۔۔ شیور ! اور ویسے بھی حسن شاہ کو اچھا لگتا ہے لوگ اُسے چھوڑیں نا پیچھے پیچھے بھاگیں یُو نو۔۔ حسن نے پیچھے سے آواز لگاتے جواب دیا۔۔۔

گل کاؤنٹر پر پہنچی پھر سے سر درد سے بھاری ہونے لگا تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا تھا۔۔ گل کو یہی لگ رہا تھا کمزوری اور نہ ناشتہ کرنے کی وجہ سے ہو رہا اس نے ہلکے میں بات ڈال دی ۔۔ ہینڈبیگ سے پلز نکالی پانی کا گھونٹ

بھرا اور نگل گئ۔۔ سکون پھر بھی نہیں مل رہا تھا مال کے واشروم کی طرف بڑھ گئ اور سامنے پڑے بینچ پر بیٹھ گئ۔۔۔

رات کے ١ بج رہے تھے مال تقریباً خالی ہونے والا تھا۔۔ سردیوں کے دن تھے لوگ جلدی گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔۔۔

کوئ اونچی اونچی آوازیں دے رہا تھا۔۔ گل نے اک دم سے آنکھ کھولی اور سامنے کھڑے حسن کو دیکھا۔۔ مس وہم گل ! تم واشرومز سے اتنا او بسیسڈ ہوگئ ہو کہ باہر بینچ پر ہی سو گئ۔۔ گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے کیا سارا مال خالی ہوگیا ہے۔۔ حسن نے اس کا نام بگاڑتے اس پر طنز کیا۔۔۔ ہیں؟ ہوں میں سو گئ تھی شاید۔۔ گل نے نیند سے بوجھل آنکھیں ملتے جواب دیا ۔۔ سر میں ابھی بھی چبھن ہو رہی تھی اور وہ سمجھ بھی نہیں پا رہی تھی ورنہ بہت اچھے طریقے سے جواب دیتی سامنے کھڑے شخص کو۔۔۔ " شاید؟؟؟ بی بی کہیں نشہ وشہ تو نہیں شروع کر دیا۔۔ رات کے ١ بج رہے ہیں اور باہر پوری طرح سے رات ہوگئ ہے مال بھی خالی ہو چکا تقریباً۔۔ اور میں نے تمہیں یہاں پر سوتے ہوے ہی اٹھایا ہے۔۔ وہ واقع اس کی شاید والی بات پر حیران تھا۔۔

ہیں ١ بج گئے؟؟ گل نے کھڑے ہوتے حیران ہو کر پوچھا۔۔ آنکھوں کے سامنے پھر چکر آرہے تھے ناک سے کچھ بہتا فیل ہو رہا تھا۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ تمہارے ناک سے خون آرہا ہے گل ۔۔ میں ڈاکٹر کو کال کروں؟؟ حسن نے

اس کی بات کو نظر انداز کرتے اس کے ناک سے آنے والے خون کو دیکھ کر واقع اسے فکر ہو رہی تھی۔۔ خون؟ کیا؟ گل نے ہاتھ لگایا تو ہاتھ لال سرخ تھا۔۔ دماغ سگنل دینے سے انکاری تھا۔۔ آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرا آرہا تھا۔۔ ناک پر ہاتھ رکھے وہ واشرومز ایریا کی طرف بھاگی اور اندر جاکر لائن میں لگے ایک واش بیسن پر سر جھکائے خون روکنے کی کوشش۔ کر رہی تھی۔۔ سر پر ٹھنڈا پانی ڈالو شاید رُک جائے تقصیر کی وجہ سے بلڈ آرہا ہو گا۔۔ میں کسی کو بلاؤں کیا؟ حسن نے لاک ڈور سے باہر کھڑے ہو کر اندر اونچی آواز کرتے پوچھا۔۔ تم جاؤ پلیز۔۔ چلے جاؤ گل نے اونچی آواز میں جواب دیا۔۔ لیکن۔۔ حسن نے کہا ہی کہ۔۔ میں نے کہا چلے جاؤ۔۔ گل نے چیختے ہوئے کہا۔۔ سر پر پانی ڈالنے سے خون رک چکا تھا۔۔ گل باہر آئی کوئی نہیں تھا باہر۔۔ بینچ پر بیٹھی تھوڑی دیر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔۔ ٹشو ناک پر رکھے۔۔ مال سے باہر نکلی رات بہت ہو چکی تھی ہاسٹل بھی جانا تھا۔۔ شیریں اور وانیہ بھی انتظار کر رہی ہوں گی۔۔ آؤ میں تمہیں گھر تک چھوڑ دوں؟ حسن نے اسے آفر کی کیونکہ اسے اس کی فکر ہو رہی تھی۔۔ نہیں میں چلی جاؤں گی اور دوبارہ اپنی شکل میرے سامنے مت لانا جہاں جاتے ہو بیماری ہی پھیلاتے ہو۔۔ گل نے ناک پر ٹشو رکھے اسے دوٹوک جواب دیا۔۔ ویسے بھی ماہم گل کسی کا ادھار نہیں رکھتی۔۔ او کے ایزیو وش میں نے تو ہمدردی کر کے کہا تھا بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں۔۔ وہ کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا۔۔ بھلائی کا زمانہ آنا بھی نہیں تمہارے لیے۔۔ گل نے بھی اسی کے انداز میں پیچھے سے اونچی آواز میں جواب دیا۔۔۔

روڈ پر اس وقت اتنا رش نہیں تھا۔۔ وہ سڑک کے کنارے آہستہ آہستہ چل رہی تھی درداب بھی تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا آرہا تھا ۔۔ ایک تو اس نے صبح سے ناشتہ نہیں کیا تھا۔۔

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا ۔۔ قدم لڑکھڑائے ۔۔ ماہم گل زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔۔ دور سے ایک عورت اسے زمیں پر گرتے بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی۔۔ سامان سے بھرا شاپر زمین پر رکھا اور گل کو اُٹھانے کی کوشش کی جو اس وقت بے ہوش ہو چکی تھی۔۔ پاس ایک گاڑی ٹرکی جس میں سے ایک پر کشش رعبدار مرد بھاگتے اُس عورت کے پاس آیا ۔۔ جس نے چادر سے خود کو مکمل کور کیا ہوا تھا۔۔ عورت نے اُس مرد سے کوئی بات کی شاید وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے شاید۔۔ پھر اُس عورت نے اُس گاڑی والے کی مدد سے گل کو گاڑی میں بٹھایا ساتھ خود بھی اُس کا سر گود میں رکھ کر بیٹھی ۔۔ گاڑی والے نے عورت کو اور ساتھ بے ہوش لڑکی کو عورت کے گھر پر چھوڑا ۔۔۔ ڈاکٹر آیا گل کو چیک کر کے چلا گیا ۔۔

صبح کا وقت تھا۔۔ باہر پرندوں کے شور سے گل کی آنکھ کھولی۔۔ گل نے بوجھل آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا۔۔ لکڑی کا چھت ۔۔۔ سامنے بوسیدہ کھڑکی کے اندر کی طرف لٹکتے خوبصورت پردے۔۔ جن سے چیڑ پھاڑ کرتے سورج کی ہلکی کرنیں اندر کی طرف آرہی تھی۔۔ پرانی چارپائی جس پر گل لیٹی ہوئی تھی۔۔ سامنے ہی لکڑی کے چار پانچ خانوں والی بوسیدہ الماری جس

کے اندر کتابیں پڑی تھیں ۔۔ جیسے اک عرصے سے کسی نے انہیں کھولا نہ ہو ۔۔ ہاتھ پر لگی ڈرپ ۔۔ چھوٹا سا کرہ تھا ۔۔ ہر چیز پرانی تھی لیکن نفاست سے اپنی جگہ پر ہر چیز سیٹ تھی ۔۔ جیسے کسی کرنے صفائی کا بہت خیال رکھا ہو۔

گل نے آنکھیں بند کی دماغ پر زور ڈالنے کی کوشش کی کہ رات کو اس کے ساتھ کیا ہوا تھا ۔۔ لیکن صرف اتنا یاد تھا کہ چکر آنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی تھی ۔۔ گل نے اٹھنے کی کوشش کی تو ۔۔۔ لیٹی ---رہو بچے اسے پنا گھر ہی سمجھو ۔۔ ایک عورت کی آواز آئی ۔۔ گل نے پہچان لیا ۔۔ یہ وہی اس دن والی عورت تھی جس کو گل نے سامان لے کر دیا تھا ۔۔ ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے پکڑے گل کو لیٹے رہنے کی تنقید کرتی اس کے پاس پڑے چارپائی پر بیٹھ گئی ۔۔ آج اس عورت نے پردہ نہیں کیا تھا ۔۔

گل نے بوڑھی عورت کے چہرے پر دیکھا ۔۔ جھڑیوں سے لدا چہرہ سفید رنگ ۔۔ پرکشش کالی آنکھیں ۔۔---۔۔ سر پر چادر ۔۔ سادے سلوٹ زدہ کپڑے ۔۔۔ ایک نور تھا ان کے چہرے پر ۔۔ نرمی سے بات کرتی وہ گل سے باتیں کر رہی تھی ۔۔۔ اُس دن تم نے ہم پر احسان کیا تھا آج میری باری ہے تمہاری مدد کرنے کی ۔۔ عورت نے گل کو دیکھتے نرمی سے کہا ۔۔ نام کیا ہے تمہارا ۔۔ انہوں نے پوچھا ۔۔ میں نے احسان نہیں لیا تھا مدد کی تھی بس آپ کی ۔۔ میرا نام ماہم گل ہے ۔۔ یہ بتاتے گل کو اپنا نیا نام وہم گل جو حسن نے رکھا تھا یاد آگیا ۔۔۔ گل نے بھی نرمی سے جواب دیا ۔۔ مجھے اس محلے میں سب اماں بی کہتے ہیں ۔۔۔ اماں بی نے گل کو نرمی سے جواب دیا ۔۔ میں یہاں کیسے آئی ۔۔ گل نے اماں بی سے پوچھا ۔۔ اک الگ

کشش تھی کہ گل کو اس عورت سے بات کرتے بہت اچھا لگتا تھا ۔۔ نا جُدا ہونے والی مسکراہٹ گل کے چہرے پر رقص کرتی

تھی۔۔۔

کسی گاڑی والے کی مدد سے تمہیں اپنے گھر لے کر آئی تھی ۔۔ رات بھی ہو رہی تھی اور تمہارے آگے پیچھے کا بھی پتا نہیں تھا۔ اماں بی نے گل کو ساری بات بتائی ۔۔ اور ناشتے کی ٹرے اس کے ہاتھ میں پکڑائ تم ناشتہ کرو میں باہر کام دیکھ لوں۔۔ وہ یہ کہہ کر چلی گئیں۔۔ گل نے ناشتہ دیکھا ۔۔۔ دو پراٹھے ساتھ چائے ساتھ سالن وغیرہ۔۔ گل نے دیکھا کافی ہیوی ناشتہ تھا جب سے وہ نانو جان کے گھر سے آئی تھی تب سے ناشتے میں جلے ٹوسٹ کھا کھا کر تھک گئی تھی۔۔ اج گل نے شکر کیا تھا کہ

ناشتہ تو اچھا ملا --

آپ مجھے اپنا موبائیل دے سکتی ہیں ایکچولی مجھے گھر کال کرنی ہے۔۔ گل نے ناشتہ کے بعد باہر اماں بی کے پاس فرش پر بیٹھتے کہا۔۔۔ ہاں ضرور یہ لو۔۔

اماں بی نے کام میں مگن جواب دیا ۔ ۔ گل نے موبائیل پکڑا اور شیریں کو کال کی ۔۔۔ ہیلو ۔۔ کون؟ دوسری طرف سے جواب آیا ۔۔ میں گل بات کر رہی ہوں ۔۔ شیریں اور وانیہ جو ساتھ ہی تھی گل کی کال دیکھتے شروع ہو گی ۔۔۔ کہاں مرگی تھی تم ؟؟ ذرا احساس ہے تمہیں ؟ ساری رات وارڈن سے جھوٹ بول بول کر ہماری زبان پک گئی ہے ۔۔ اوپر سے تمہارا موبائیل کیوں بند ہے ۔۔ انسان ایک کال کر دیتا ہے کہ ۔۔ بندہ ناچیز ۔۔ میڈم جی کے انتظار میں ہے ۔۔ اب بھی تم نہ آتی تو ہم نے کمپلین کر دینی تھی ۔۔ شیریں نے ایک ہی سانس میں رات سے لے کر اب تک کا سارا غصہ نکال دیا ۔۔ وانیہ نے اس کے ہاتھ سے موبائیل لیا کہ کہہ رہی ہو ۔۔ "اودی وی سُن لین دے" ۔۔۔ گل ہنستے ان دونوں کی سنتی رہی ۔۔ یار گائز ریلیکس اصل میں میرا موبائیل ٹوٹ گیا ہے ۔۔ ٹھیک ہونے دیا ہے ۔۔ اور دوسرا میں اپنے ریلیٹوز کے گھر ہوں ایمرجنسی تھی ۔۔ اس لیے جلدی میں بتا نہیں سکی ۔۔

NOVEL HUT

گل نے ساری بات کور کی ویسے بھی گل کو اپنے ذاتی معملات ڈسکس کرنے کی عادت نہیں تھی ۔۔۔ اچھا خیریت کیسی ایمرجنسی؟

وانیہ نے شیریں کو گھورتے ہوئے پوچھا ۔۔۔ ہاں نہیں اتنا مسلہ

نہیں تم دونوں پریشان نہ ہو میں شام تک آجاؤں گی۔۔ مزید پانچ

منٹ بات کرنے کے بعد کال ڈسکنیکٹ کر دی گئ۔۔۔
اماں بی جو کہ بظاہر کام میں مگن تھی۔۔ گل بچے تم نے اپنے گھر والوں کو کال نہیں

--کی بلکہ اپنی دوستوں کو کال کی۔۔ اپنی والدہ کو کال کر کے بتا دو وہ پریشان ہو رہیں ہو گی۔۔ اماں بی نے نرمی سے کا سے گل کو کہتے جواب دیا۔۔
میرے ماں باپ نہیں ہیں۔ گل نے کھوئے ہوے لہجے میں جواب دیا۔۔۔
اُوہ بچے معزرت اگر تمہیں برا لگا۔۔ اللہ تمہیں صبر دے۔۔ اماں بی نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔۔ گل نے آنکھ اٹھا کر اماں بی کی طرف دیکھا۔۔ وہ زندہ ہیں پر میرے ساتھ نہیں ۔۔۔ اماں بی نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔۔ ایسے بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ اماں بی نے گل کو پُر سوچ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔۔ وہ ایکچولی ان کی ڈیورس ہو گئ ہے۔۔ گل نے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔ اماں بی نے اِسے تاسف سے دیکھا۔۔ تو تم کس کے ساتھ رہتی ہو۔۔ میں ہاسٹل رہتی ہوں۔۔ گل نے جواب دیا۔۔۔ اماں بی کو اس کی باتوں پر حیرت پہ حیرت ہو رہی تھی۔۔ اچھا چلیں میں چلتی ہوں اب ایسے ہی آپکو تنگ کیا۔۔ گل نے مسکراتے جواب دیا۔۔۔ ابھی رکو شام کو جانے کا کہا ہے تو اب شام کو ہی جانا ۔۔ اماں بی

نے پیار سے اسے ڈانٹتے کہا۔۔ دل تو گل کا بھی نہیں تھا جانے کا اوپر سے اماں بی گل کے ساتھ چائے کا کپ پکڑاتے بیٹھ گئی ۔۔ ادھر اُدھر کی باتیں ہونے لگی ۔۔ میں یہاں محلے میں بچوں کو قرآن پڑھاتی ہوں ۔۔ میری ایک پوتی ہے جو کالج میں پڑھتی ہے ہاسٹل ہی ہوتی ہے زیادہ تر

ماں باپ کا کچھ عرصے پہلے حادثے میں انتقال ہو گیا تھا ۔۔ تب سے میں ہی اِسے پال رہی ہوں ۔۔۔ گھر کا گزارا بھی اللہ کے آسرے پر ہو ہی جاتا ہے۔۔ اماں بی گل کو اپنی پریشانیوں سے آگاہ کر رہی تھی ۔۔۔ چلیں اللہ پاک آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرے ۔۔ گل کو واقع اماں بی کا غم اپنا غم لگ رہا تھا ۔۔ ویسے تم روڈ پر بے حوش کیسے ہو گئی تھی؟ ۔۔۔

جب ذہنی سکون نا ہو پھر یہی ہوتا ہے ۔۔ گل نے طنزیہ مسکراتے اماں بی کو جواب دیا ۔۔۔

NOVEL HUT

اپنے ذہنی آرام کے لیے ہر چیز مختصر کرنا سیکھو ۔۔

وہ کیسے ۔ ؟ گل نے اماں بی کو دیکھتے پوچھا ۔۔

الفاظ ۔۔ احساسات ۔۔ خواہشات ۔۔ اور لوگ ۔۔ جو چیزیں تمہارے لیے باعث تکلیف ہیں صبر کرو اور ان سے کنارہ کر لو ۔۔ اماں بی نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے جواب دیا ۔۔۔

اور اگر پھر بھی سکون میسر نہ ہو تو کیا کریں ۔۔۔ گل نے سہمے لہجے سے اماں بی کی طرف دیکھتے کہا ۔۔ گل کو لگا جیسے وہ اس کی حقیقت سے آگاہ ہو گئی ہیں ۔۔ جیسے سکون صرف ان کے الفاظوں میں ہی ملے گا ۔۔۔

پھر صبر کرو ۔۔ دعا کرو ۔۔۔ خود کو اللہ کی رضا میں راضی کرو ۔۔۔ ایک قدم اللہ کی طرف بڑھا کر دیکھو وہ تمہیں تھام لے گا ۔۔۔ اور سب سے اہم ۔۔ اپنا خول اپنے اوپر چڑھا کر رکھو ۔۔۔ اماں بی نے نرمی سے اسے سمجھاتے کہا ۔۔۔ میری دعائیں قبول نہیں ہوتی ۔۔۔ آپ نہیں سمجھ سکتیں ۔۔۔ گل نے مایوس لہجے میں کہا ۔۔۔ دعائیں رد نہیں ہوتی ۔۔ مایوسی کفر ہے ۔۔ اچھا چلو میں تمہیں سمجھاتی ہوں ۔۔ تمہیں ایک کھلونا پسند آگیا جسے ہر حال میں تم حاصل کرنا چاہتی ہو ۔۔ تمہیں لگتا اگر وہ تمہیں نہیں ملا تو تم اُس کے بغیر رہ نہیں پاؤ گی ۔۔ تم اللہ سے دعا کرو گی ۔۔ نہیں قبول ہوئی ۔۔ پھر کرو گی ۔۔ بار بار کرو گی ۔۔ تڑپ ہو گی تمہاری دعا میں ۔۔ تو وہ چیز تمہیں بہتر انداز میں میسر کر دی جائے گی ۔۔۔ اور اگر تمہیں وہی کھلونا پسند ہے لیکن اتنا ضروری نہیں تمہارے لیے ۔۔ اگر مل گیا تو ٹھیک ہی ٹھیک اگر نہیں ملا تو اللہ مالک ۔۔۔ تم دعا کرو گی اللہ سے ۔ اللہ مجھے وہ کھلونا دلا دے ۔۔ کچھ دن گزرے تم بھول گئی کھلونے کو ۔۔ پھر جب تمہارے پاس

NOVEL HUT

ایک نیا شکوہ ہو گا رب سے تب تمہیں یاد آئے گا ۔۔ میری تو یہ دعا بھی قبول نہیں ہوئی ۔۔ یہ بھی نہیں ہوئی ۔۔ کتنا اچھا ہوتا اگر میری دعا قبول ہو جاتی وہ چیز مجھے مل جاتی ۔۔ میری دعائیں قبول ہی نہیں ہوتیں ۔۔ اور بس پھر یہی سے مایوسی شروع ۔۔۔ اماں نے اسے شفقت سے سمجھایا

شام کے پانچ بج رہے تھے ۔۔ گل روم میں بیٹھی کب سے سامنے شیلف پر پڑی بوکس پر نظریں جمائے بیٹھی تھی ۔۔ اماں بی کی باتیں کسی صورت اس کے دماغ سے نہیں نکل پا رہی تھی ۔۔ سر میں بھی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی ۔۔ پین کلر لیتے سونے کو لیٹ گئی ۔۔۔۔

سمپل شارٹ کرتی پہنے نیچے ٹروزر پہنے کندھے پر بیگ لٹکائے ۔۔ مال میں انٹر ہوتی ماہم گل کاؤنٹر کر طرف بڑھ رہی تھی کہ پیچھے سے جانی مانی آواز پر مڑی ۔۔۔ اب کیسی طبعیت ہے تمہاری ۔۔ حسن نے گل کو روکتے پوچھا ۔۔ اب تک تو ٹھیک تھی آگے اللہ مالک ہے ۔۔ گل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا ۔۔

یہ تم ہر وقت کاٹنے کو کیوں دوڑتی ہو ؟ کوئی سیریس مسلہ ہے تو ابھی چیک کروالو مجھے یہ تمہارے کاٹنے والی بیماری معمولی نہیں لگ رہی ۔۔

تو تم منہ ہی نہ لگا کرو ۔۔ گل اسے جواب دیتے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی ۔۔۔

کام کرتے سارا دن گزر گیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد نمرہ آگئی تھی۔۔ نمرہ اور گل کی ملاقات اب کم ہی ہوتی تھی کیونکہ گل فرسٹ فلور پر ہوتی تھی ۔۔ اور نمرہ سیکنڈ فلور پر۔۔ نمرہ گل کو زبردستی کیفے ٹیریا لے آئی تھی کافی دن بعد دونوں ملی تھیں۔۔ تو گل بھی چلی گئی۔۔۔ دونوں اس وقت ہاتھ میں کافی کپ پکڑے ٹہل رہیں تھی۔۔ اور آپس میں باتیں کر رہی تھی۔۔ گل مجھے تو لگتا ہے تم ایک دفعہ شیریں کے ساتھ جا کے ہاسپٹل چیک کروا لو ۔۔ نمرہ کو اس کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ نہیں یار بس صبح ناشتہ بھی ہلکا ہوتا ہے اور دوسرا کمزوری کی وجہ سے باقی اتنا مسلہ نہیں تم فکر نہی کرو۔۔ گل نے پیار بھرے لہجے میں نمرہ سے کہا۔۔

شام ہو گئی تھی ۔۔ باہر ہر طرف اندھیرا پھیل چکا تھا۔ ۔ گل کام میں مصروف تھی چونکہ آج ہفتہ تھا تو مالمیں رش کافی تھا۔۔ جس کی وجہ سے گل کو ایک منٹ بھی فہرست نہیں ملی۔۔ اب کام سے فری ہوتے گل باہر کی جانب بڑھ رہی تھی کہ مال کے بیسمنٹ سے عجیب آوازیں آرہی تھی ۔۔ شاید کسی لڑکی کے چیخنے کی۔۔۔ اُس طرف اندھیرا بھی کافی تھا۔۔ اور اتنا رش بھی نہیں ہوتا تھا بیسمنٹ کے پاس۔۔۔ گل نے موبائل کی لائٹ آن کی جو آج صبح ہی ٹھیک کروایا تھا۔۔ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتے گل بیسمنٹ کی طرف بڑھ رہی تھی کہ پاؤں کے نیچے کوئی نُکیلی چیز چُبھتے گل کے منہ سے سسکی نکلی۔۔۔ سامنے کھڑے تین چار لڑکے آوارہ ایک لڑکی کو ہراس کرنے

کی کوشش کر رہے تھے شاید۔۔ دو تین کے ہاتھ میں گن بھی تھی۔۔۔ شور کی وجہ سے وہ لوگ اس جانب متوجہ ہوئے۔۔ گل جو کہ ڈر کے مارے کانپ رہی تھی۔۔ ان میں سے ایک ۔ لڑکا آگے بڑھا آنکھوں میں حیوانیت لیے گل کو بازو سے دبوچا اور اپنی جانب کھینچا۔۔۔

حسن شاہ جو کہ گل کو اس وقت بیسمنٹ کی طرف جاتے دیکھ چکا تھا۔۔۔ مشکوک نظریں لیے اس سمت ہی بڑھا کہ سامنے گل کو دیکھ کے آنکھوں میں وحشت اتر آئی۔۔۔ سامنے منظریوں تھا کہ وہاں صرف دو لڑکے موجود تھے ایک نے گل کو زبردستی کھینچ کر خود کے اوپر کچھ اس انداز سے گرایا ہوا تھا کہ دیکھنے والے کو کچھ اور ہی لگتا۔۔۔ گل جو کب سے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی ساتھ چیخ چیخ کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس لڑکے نے گل کو دھکا دیتے آزاد کیا کہ وہ لڑھک کر دور گر گئی۔۔ دونوں لڑکے حسن شاہ کو دیکھتے وہاں سے چلے گئے کیونکہ اگر وہ تھوڑی دیر بھی اور رُکتے تو پکڑے جا سکتے تھے۔۔۔ گرنے سے گل کے بازو اور گھٹنے پر چوٹ لگی تھی۔۔ لیکن وہ اٹھی۔۔ حسن نے زمین سے اس کا سٹالر اٹھاتے اس کے سر اور آگے پھیلایا۔۔ آنکھوں میں ابھی بھی وحشت تاری تھی۔۔۔ تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو آدھی رات کو اس طرح بیسمنٹس میں آکر لڑکوں سے ملاقاتیں کرتی ہیں۔۔ شرم نہیں آتی تمہیں ؟۔۔۔ اپنی نہیں تو اپنے گھر والوں کی عزت کو ہی دیکھ لو۔۔ وہ دیکھتے اس پر اونچی آواز میں غصے سے بھڑک رہا تھا۔۔۔ گل تو ایک ویسے ہی ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔۔ زخم سے بھی خون رس رہا تھا۔۔ کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا گل کو۔۔ اوپر سے اس کی ڈانٹ وہ شدت سے رو دی۔۔ میں جان۔۔ بوجھ کر۔ نہیں

۔۔۔ آئی ۔۔ی تھی ۔۔ی ۔۔۔۔ میری ۔۔غلطی ۔۔ی نن ۔۔ نہیں ہے ۔۔ گل شدت سے رورہی تھی کہ لفظ بھی صحیح طرح ادا نہیں ہو پا رہے تھے ۔۔۔

غلطی ؟؟؟ مائی فٹ !! دودھ پیتی بچی تو نہیں ہو تم ۔۔ جب اس طرح کا حلیہ لے کر باہر نکلو گی تم سب تمہاری طرف ایٹریکٹ ہوں گے کے نہیں ۔۔۔؟؟؟ پورے بیسمنٹ میں حسن شاہ کی غصیلی آواز گونج رہی تھی ۔۔ غصے کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی ۔۔ اور ماہم گل کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔ماہم بی بی تم کوئی بچی تو نہیں ہو ۔۔ کسی چیز سے بے خبر تو نہیں ہو ۔۔۔ عورت ہو ۔۔ میں نہیں مانتا کہ عورت کسی چیز سے بے خبر ہوتی ہے ۔۔۔ تمہیں پتا ہی کہ تمہارا یہ سٹالر تمہارے سینے کو ڈھانپ نہیں رہا ۔۔۔

تمہیں پتا ہے کہ تمہارے کپڑے دھوپ کی وجہ سے ٹرانسپیرنٹ ہو رہے ہیں ۔۔

تمہاری ٹائٹ جینز تمہاری ٹانگوں کو نمایاں کر رہی ہیں ۔۔۔ تمہیں پتا ہے کہ تمہارا میک اپ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے ۔۔۔ چند لمحوں کی ستائش نظر کی خاطر ایسا کر کے کونسا سکون ملتا ہے عورتوں کو ؟؟ آج تک یہ چیز میری سمجھ میں نہیں آئی ۔۔۔ وہ غصے سے ایک ایک چیز اس پر باور کروا رہا تھا ۔۔ غصے سے اس کی گردن کی نسیں ابھر آئی تھے ۔۔۔

گل کے رونے میں اور شدت بڑھ رہی تھی ۔۔ وہ نظریں جھکائے زمین کو گھور رہی تھی ۔۔ دل درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا ۔۔ اس کے الفاظ کوڑے کی مانند جسم پر لگ رہے تھے ۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا ۔۔ لیکن وہ کھڑی تھی کڑوی سچائی کو سننے کے لیے ۔۔

حیا انسان کو نا محرم کے پاس جانے نہیں دیتی ۔۔ اور پردہ کسی کو آپ تک آنے نہیں دیتا "

گل سے مزید کھڑے ہونا محال تھا ۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ زمیں بوس ہو چکی تھی ۔۔۔۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس وقت وہ ہاسپٹل کے ایک روم میں تھی ۔۔ ہاتھ پر لگی ڈرپ ۔۔ زخموں پر مرہم لگا ہوا تھا ۔۔ گل نے ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی ۔۔ تو حسن شاہ کا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا ۔۔ وہ چاہ کر بھی ان الفاظوں سے دور نہیں بھاگ سکتی تھی ۔۔۔ دل بے چین تھا ۔۔ بے چینی اتنی بڑھ چکی تھی کہ سکوں اب کسی پل نہیں حاصل ہونا تھا ۔۔۔۔۔۔

ارے شکر ہے تم ہوش میں آگئی میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ گل کی آنکھ کھلی تو سامنے نمرہ کو کھڑے پایا۔۔ میں یہاں کیسے آئی؟ بولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔ لب ہلنے سے انکاری تھے۔۔ وہ صدیوں کی مریض لگ رہی تھی۔۔

تم بے ہوش ہو گئی تھی۔۔ شاید سٹریس کی وجہ سے۔مجھے انتظامیہ (مال کے اونر، مینج مینٹ دیکھنے والے) کی کال آئی تو میں ہاسپٹل آئی۔۔ شاید انہوں نے تمہیں ہاسپٹل پہنچایا

ہو۔۔

دن پہ دن گزر رہے تھے زندگی معمول پر آچکی تھی۔۔ لیکن۔ ایک چیز

تھی جسے ماہم گل نے اپنا لیا تھا۔۔ "خاموشی"۔۔۔ اُس حادثے کے

بعد گل نے خود کو خود تک محدود کر لیا تھا۔۔ وہ اکثر راتوں کو وہ بھیانک

رات یاد کر کے ڈر کے اٹھ جاتی تھی۔۔ مسکراہٹ ہونٹوں سے جدا ہو

گئی تھی۔۔ ویران آنکھیں۔۔ سرد تاثرات۔۔ سنجیدگی کا لبادہ اوڑے وہ

بہت خاموہش ہو گئی تھی۔ ۔ اس نے لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا تھا۔۔

ہاسٹل سے مال مال سے ہاسٹل بس اس کی زندگی یہاں تک ہی محدود ہو گئی

تھی۔۔ نانو جان سے بھی ملاقات کم کر دی تھی۔۔ کیونکہ اس کے ماموں

لوگ پاکستان آئے ہوئے تھے تو نانو جان خود بھی مصروف تھی۔۔ ماہم

گل نے جیسے دنیا سے کنارہ ہی کر لیا تھا۔۔۔

ٹھنڈ کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔ دسمبر کا لاسٹ چل رہا تھا۔۔ بلیک گھٹنوں تک آتی شرٹ نیچے ٹروزر پہنے۔۔ سر پر سٹالر کو لیے ۔۔چند آوارہ لِٹے اس کے چہرے کو چھوو رہی تھی ۔۔ کندھے پر بیگ لٹکائے۔۔ سرد تاثرات لیے ۔۔ ہاتھوں کو ملتے وہ مال میں انٹر ہو رہی تھی۔۔۔ اک تبدیلی آئی تھی گل میں گل نے دوپٹہ سر پر لینا شروع کر دیا تھا۔۔ چاہے نام کا ہی سہی۔۔۔نیو

ئیر آنے والا تھا ۔۔ جس کی وجہ سے مال کو ڈیکوریٹ کیا جارہا تھا ۔۔ہر
طرف گہما گہمی تھی ۔۔

مال میں رش بھی بہت تھا ۔۔ کام کا بنڈھل بھی بہت زیادہ تھا ۔۔ اور گل
کی

طبعیت بھی ناساز تھی ۔۔۔ مال میں انٹر ہوتے سامنے سے آتے حسن شاہ کو

دیکھ نظریں جھکائے گل ایک سائیڈ ہوگی ۔۔ اس دن کے بعد گل حسن سے

نظریں ملا ہی نہیں پارہی تھی ۔ نہ دوبارہ ان کی بات ہوئی تھی ۔۔ نہ حسن شاہ

نے بات کرنے کی کوشش کی تھی ۔۔ نہ گل نے ۔۔۔
گل کام میں مصروف تھی ۔۔ کسٹمرز کا رش بہت زیادہ تھا ۔۔ اسلام علیکم
بیٹا ؟ ! سامنے کھڑی عورت پردہ کیے مسکراتی نظروں سے گل کو دیکھ رہی
تھی ۔۔ وسلام اماں بی کیسی ہیں آپ آئیں بیٹھیں نا پلیز ۔۔گل نے دل سے
مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔۔ اتنے دنوں بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ
آئی تھی ۔۔جسے دیکھ کر کسی نے شکر ادا کیا تھا ۔۔ گل جو کام میں مصروف

انگلیوں کو کمپیوٹر پر چلاتے اتنی مگن۔ تھی کہ سامنے کھڑی عورت کی آواز پر بوکھلا گئی۔۔

میں ٹھیک ہوں بچے بس یہاں کسی سے ملنے آئی تھی تو تم نظر آگئی۔۔۔ میں نے سوچا اپنی بیٹی سے حال چال پوچھ لوں ۔۔ اماں بی نے شفقت بھرے لہجے میں گل سے کہا۔۔ اماں بی آپ بس مجھے دو منٹ دیں۔ ۔ گل مسکراتے کاؤنٹر سے اٹھی چیزیں سمیٹتی۔۔۔ اس پاس کاؤنٹرز پر نظریں دوڑا رہی تھی۔۔۔ کہ بس ایک ساتھ والا ٹیبل ہی نظر آیا۔ اور تو کوئی آس پاس نظر نہیں آرہا تھا۔ ۔ سر حسن کیا آپ تھوڑی دیر کاؤنٹر کا خیال رکھیں گے میرے گیسٹ آئے ہیں پلیز۔ ۔ گل کے چہرے سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔ اس نے سامنے دور بیٹھے حسن شاہ کو مخاطب کرتے کہا۔۔ اتنے دنوں کے بعد آج ہی گل نے خود اسے مخاطب کیا تھا۔۔ شیور ! آپ بے فکر رہیں۔۔ اس نے بھی نارمل انداز میں کہا۔۔۔ لیکن دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ

شکر ہے اس نے مخاطب تو کیا۔۔۔

گل اماں بی کا ہاتھ پکڑے ان کے ساتھ کیفے ٹیریا جاہری تھی۔۔ اسے دل سے خوشی ہوئ تھی ان کے آنے سے۔۔بیٹا اس کی ضرورت نہیں ہے میں ایسے ہی بس تم سے طبعیت کا تو چھنا چاہ رہی تھی۔۔ اماں بی نے اسے منع کرتے کہا جو کیفے ٹیریا ان کے ساتھ جانے پر اسرار کر رہی تھی۔۔ ایک تو

آپ بیٹی بھی کہتی ہیں۔ اور بیٹی کی بات بھی نہیں مانتی اماں بی۔۔ لفٹ سے اوپر آتے مال کے سیکنڈ فلور پر ایک کونے میں بنے چھوٹے سے کیفے میں انٹر ہوتے کونے میں پڑے ٹیبل پر تشریف رکھتے اماں بی سے مخاطب تھی۔۔۔

0000

کھانے کا آرڈر دے چکی تھی جو تقریباً آہی چکا تھا۔ ساتھ وہ اماں بی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی۔۔ آہی جایا کرو کبھی کبھی دل ہلکا ہو جاتا ہے میں بھی اکیلے دیواروں کو دیکھ کر بور ہو جاتی ہوں۔۔ اماں بی نے نرم لہجے میں اس سے باتوں میں مصروف تھی وہ خود اس چھوٹی سی لڑکی سے مل کر بہت خوش ہو جایا کرتی تھی۔۔

NOVEL HUT

جی بس کام کی مصروفیت بہت زیادہ چھٹی نہیں ملتی۔۔ نیو ئیر کی چھٹی ملے گی پھر انشا اللہ چکر لگاؤں گی۔۔

اور اب طبعیت کیسی ہے تمہاری پچھلے دنوں پھر ہاسپٹل کے چکر لگا رہی تھی خیریت۔۔ اماں بی نے فکریہ انداز میں پوچھا انہیں فکر تھی اس معصوم کی۔۔

جی الحمد للہ بہتر ہوں آپ کو کیسے پتا چلا ؟ گل نے حیران ہوتے پوچھا۔۔۔

مجھے حسن نے بتایا تھا۔۔ گل پہلے بھی ایک دو دفعہ اماں بی کو حسن شاہ ساتھ دیکھ چکی تھی پر پوچھنا گوارا نہیں کیا۔۔ گل کو ویسے ہی اپنے کاموں سے فرصت تھی بھلا۔۔۔

آپ کیسے جانتی ہیں اُسے ؟ نا چاہتے ہوئے بھی گل نے پوچھ لیا۔۔

۔ ---- میرے دور کے رشتہ میں کزن بھائی لگتے ہیں ان کا بیٹا ہے۔۔ ماں باپ ابراڈ ہیں ۔۔ اور یہ اکیلا یہاں ۔۔ اسی لیے آجاتا ہے ہے کبھی کبھی ملنے ۔۔ میرے ساتھ اٹیچ ہے بہت میرے پاس ہی پرورش پائی ہے اس نے کچھ عرصہ۔ بہت اچھا بچہ ہے۔۔۔۔ اماں بی نے مسکراتی نظروں سے سے اسے جواب دیا جو کچھ زیادہ ہی تفصیلی ہو گیا تھا۔۔ "ویسے بھی یہ عام بات ہے ہماری دیسی امیوں سے کسی کا ذکر پوچھ ہی لیا جائے تو اُن کی اگلی پچھلی سات نسلوں کی معلومات فراہم کر دیتی ہیں ۔۔۔ بس موقع ملنا چاہیے کسی کو کریدنے کا کہ ہاں بھئی اس کے گھر یہ ہو گیا اور اُس کے گھر وہ ۔۔ ویسے بھی یہ ان کی فطری عادت ہے تو کیا کیا جا سکتا ہے بھلا ؟"

اچھا اچھا۔۔ گل نے پر سوچ انداز میں کہا۔۔جسے اماں بی نے بڑے غور سے دیکھا۔۔ تھوڑی دیر باتوں میں گزری کھانے کے بعد اماں بی چلی گئی اور سختی سے گل کو گھر آنے کا کہہ کر گئی۔۔۔

کام ختم کرنے کے بعد گل ہاسٹل روم میں انٹر ہو رہی تھی رونے چلانے کی چیخوں نے اس کا استقبال کیا۔۔۔ شیریں جو کہ کپڑے بیگ میں ڈال رہی تھی ساتھ رونے کا شغل بھی جاری تھا۔۔ وانیہ شیریں کے سر پر کھڑے تھپکی دیتے تسلیاں دے رہی تھی۔۔ کیا ہوا ہے یار؟ اور تم رو کیوں رہی ہو؟ کہاں جارہی ہو ؟ ۔۔ گل نے آتے ہی پریشان ہوتے سوالات پہ سوالات شروع کر دیے۔۔۔ اس کے ابو کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ۔۔ واپس منڈی جا رہی ہے۔۔ وانیہ نے پریشان ہوتے کہا۔۔ گل نے اندازہ لگایا صورتحال واقع بہت سنگین تھی۔۔ اوہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو ہمیں بتانا۔۔۔ گل نے بھی آگے بڑھتے اس کے غم میں شرکت کی۔۔ کب تک آؤ گی۔؟

پتہ ہ۔۔۔ نن ۔۔ نہیں ۔۔ جیسے۔۔ بابا کی طبعیت ۔۔ ٹھیک ہوئی آجاؤں گی۔۔ شاید زیادہ ٹائم لگ جائے۔۔۔ شیریں نے روتے ہوئے جواب دیا ۔۔ چلو تم پریشان نہیں ہو اللہ بہتر کرنے والا ہے ۔۔۔ وانیہ نے بھی اسے دلاسہ دیا ۔۔۔

٥٥٥٥٥٥

شیریں کو اس کے بھائی نے ہی لینے آنا تھا۔۔ شیریں کے والد صاحب جانے مانے بیزنس مین تھے۔۔ ان کی دو ہی اولادیں تھی ایک بیٹا ایک بیٹی شیریں۔۔ اس لیے اب اس کا جانا ضروری تھا۔۔

شیریں کے جانے کے بعد گل اور وانیہ ہاسٹل واپس آچکی تھی۔۔ یار سچ میں مجھے تو بہت پریشانی ہو رہی ہے شیریں کے لیے۔۔ گل نے وانیہ سے کہا۔۔ ہاں یار بس۔ اللہ بہتر ہی کرے بس۔۔ اگر ضرورت پڑی پھر پوچھ کر ہم دونوں بھی چلیں گے منڈی بہاؤالدین پتا کرنے۔۔ ہاں انشا اللہ۔۔ گل نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔ اب وہ تو چلی گئی ہے اب واشروم میں نے کوئی نی صاف کرنے۔۔ تم واشروم صاف کرنا اور کھانا ہم تمہارے ریسٹورنٹ سے کھائیں گے۔۔ گل نے صوفے پر بیٹھتے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔۔ تمہیں تو میں کھلاتی ہوں ریسٹورنٹ سے۔۔ بل تمہارے کھسم نے دینا ہے نا آئے۔۔ رکو صحیح۔۔ وانیہ غصے سے چپل اتارتے ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔ گل آگے آگے وانیہ اس کے پیچھے پیچھے۔۔

صبح ہو چکی تھی۔۔ وانیہ آلریڈی کام پر چلی گئی تھی۔۔ ناشتہ بھی نہیں بنا تھا۔۔ ماہم گل کو کام پر بھی جانا تھا اور ناشتہ بھی کرنا تھا۔۔چونکہ اس کا ابھی نیند پوری کرنے کا ارادہ تھا پھر بھی اللہ اللہ کرتے اٹھ بیٹھی۔۔ آج گل کو ہاسپٹل بھی جانا تھا اپنے چیک اپ کے لیے۔۔ کیونکہ جاتے ہوئے شیریں اسے سختی سے تاکید کر کے گئی تھی اس کے لاکھ واسطوں کے بعد گل نے

ہامی بھری۔۔ ویسے تو وانیہ نے ساتھ چلنے کا کہا تھا لیکن گل نے ہی منع کر دیا۔۔ ویسے بھی وانیہ اپنے کام کو لے کر بہت سنجیدہ ہے۔۔ وانیہ نے کبھی فضول چھوٹی نہیں کی۔۔ اس لیے گل نہیں چاہتی تھی اپنی وجہ سے وہ اسے ڈسٹرب کرے۔۔

***

لانگ پاؤں کو چھوتا پنک سلک گاؤن۔۔ ساتھ جو گرز۔۔ سر پر چیفون میچنگ سکارف لیے۔۔ تیکھے نین نکش۔۔ گوری رنگت۔۔ پانچ فٹ چھ انچ تک نکلتا قد۔۔ ماہم گل واقع بہت اٹریکٹو تھی۔۔ اوپر سے اس کا ہر وقت سرد تاثرات والا سنجیدہ چہرہ اسے اور پر کشش

NOVEL HUT

بنا دیتا تھا۔۔ بغیر میک اپ کے بھی وہ بہت خوبصورت تھی۔۔

مال میں انٹر ہوتے کام میں مصروف ہو گئی تھی چونکہ کل نیوئیر ہے تو ان دنوں پیراڈائیز مال میں بہت رش تھا۔۔ وہ کام میں مصروف ہو چکی تھی کل کی چھٹی تھی اور نیوییر کی وجہ سے ہاسپٹلز بھی شاید بند ہوں اس لیے گل کو ہاسپٹل بھی آج جانا تھا۔۔ اس لیے وہ جلدی جلدی کام ختم کر رہی تھی۔۔

سارا دن کام میں مصروف گزر گیا تھا چونکہ آج اس کے آس پاس والے ٹیبل چھٹی پے تھے اس لیے گل کے لیے کام زیادہ تھا۔۔ بے دھیانی میں بھی ماہم گل اُس پر نظر رکھنے لگ گئ تھی۔۔۔ تقریباً پانچ بجے تک گل فری ہو چکی تھی۔۔ مال سے باہر نکلتے روڈ پر آٹو ڈھونڈ رہی تھی۔۔ سردی کی شدت بھی بہت پڑ رہی تھی تقریباً اندھیرا بھی پڑنے والا تھا۔۔ اور دھند ہونے کی وجہ سے ارد گرد کوئی نظر بھی نہیں آرہا تھا۔۔ تھوڑا اور روڈ پر چلنے کے بعد بھی گل کو کوئی آٹو نظر نہیں آئ۔۔ چلتے چلتے وہ گلی کے نکر تک آگئی تھی۔۔ اب چونکہ وہ اماں بی کے گھر تک تو آچکی تھی۔ تو ہسپتال جانے کا ارادہ ملتوی کرتے اماں بی کے گھر کی طرف چل پڑی۔۔۔ گلی کے آخر پر چھوٹا سا لیکن خوبصورت گھر۔۔ لکڑی کا چھوٹا سا دروازہ۔۔ دروازہ بجاتے گل نے کھلنے کا انتظار کیا۔۔ مسکراہٹ اور خوشی اس کے چہرے پر ویسے ہی اماں بی کے ذکر سے آجاتی تھی۔۔ دروازہ کھلتے ہی اس کی ساری مسکراہٹ سمٹ گئ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر جو مسکراہٹ دبائے چھپانے کی ناکام کوشش

کرتے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ جی مس وہم گل کہیے کیا مدد کر سکتا ہوں اپکی ۔۔؟ حسن شاہ نے

طنزیہ اسے دیکھتے کہا۔۔۔ اماں۔۔۔ب۔بی سے۔۔ ملنا۔۔۔ تھ۔۔ تھا۔۔۔پتا نہیں گل اسے

دیکھ کر بوکھلا کیوں جاتی تھی اب ۔۔ شرمندگی نے اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا۔۔ ناجانے

کیوں وہ اس دن کے واقعے کے بعد اب تک خود کو شرمندہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔

کون آیا ہے بیٹا ؟ ارے میری گل آئی ہے۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔ اب اُسے باہر ہی کھڑے رکھنے کا ارادہ ہے کیا اندر آنے دو اُسے۔۔ اماں بی جو دیکھنے آئی تھی کون آیا ہے گل کو دیکھتے خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔ ان کے لیے یہ چھوٹی سی لڑکی بہت عزیز ہو گئ تھی۔۔
نہیں اماں بی میں بعد میں پھر کبھی آجاؤں گی۔۔ گل نے جھجھکتے اماں بی سے کہا جو حسن کو سائیڈ پر کرتے اسے اندر آنے کا کہہ رہی تھی۔۔ ارے ایسے کیسے بعد میں آجاؤں گی اندر آؤ بھی۔۔ لیکن آپ کے مہمان آئے ہوئے ہیں شاید گل نے ایک نظر حسن کو دیکھتے کہا۔۔ تم اندر آؤ سہی۔۔ اماں بی نے اس کا بازو پکڑتے اندر صحن سے برامدے میں دیوار کے ساتھ پڑے چھوٹے سے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔ حسن بھی پیچھے پیچھے اماں بی کے سامنے بیٹھ گیا اور لیپ

ٹاپ پے مصروف ہو گیا نظریں اور کان یقیناً ان کی طرف ہی تھے۔۔ کیا حال ہے میری بیٹی کا کمزور ہو گئی ہو بیٹا۔۔۔ آج کیسے یاد کر لیا ہم غریبوں کو۔۔ اماں بی اس کے پاس بیٹھتے سوالوں پر سوال کر رہی تھی اور گل کو اس کی نظریں اپنے اوپر گڑھتی محسوس ہو رہی تھی جو بظاہر تو لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔ جی الحمد اللہ ٹھیک ہوں ۔۔ آپ بتائے طبعیت کیسی ہے۔۔

تمہارے آنے سے بلکل ٹھیک ہو گئی ہوں۔۔ اماں بی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔۔ بس یہاں سے گزر رہی تھی تو سوچا آپ سے مل لوں گل نے اماں بی سے کہا۔۔ ہاں بہت اچھا کیا تم نے۔۔ بیٹھو میں کچھ لے کر آتی ہوں تمہارے لیے میں بھی باتوں میں ہی لگ گئی تھی۔۔ ارے نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں آپ بیٹھیں یہاں ۔۔ ایسے کیسے نہیں بیٹھو میں بس آئی۔۔ اماں بی اسے کہتے گل کے منع کرنے کے باوجود کچن میں چلی گئی ۔۔ اور گل اس کی سخت نظروں کی گھوری سے تنگ آچکی تھی۔۔ جو بظاہر کام میں مصروف تھا لیکن چور نظروں سے اسے بھی دیکھ رہا تھا۔ گھر آئے مہمان کو اس طرح گھور کر نہیں دیکھتے۔۔ سر حُسن شاہ ۔ ۔ گل نے اس کا نام بگاڑتے سختی سے اسے جواب دیا۔

فرسٹ آف آل مس وہم گل میرا نام حُسن نہیں حسن ہے اور سیکنڈ تمہیں دیکھنے سے بہتر ہے انسان اپنی آنکھیں نکال کر چیل کووں کو ڈال دے۔

عجیب وہم پالے ہوئے ہیں تم نے اب حسن شاہ کے پاس تم ہی رہ گئی تھی دیکھنے کے لیے وہم گل۔۔ حسن نے اس پر طنز کے تیر شروع کر دیے تھے۔۔ اور میرا نام بھی ماہم ہے وہم نہیں ۔۔ سمجھے آپ اور آپ کو تو چاہیے کہ مجھ سے معافی مانگیں آپ جو بد تمیزی آپ نے مال میں کی تھی میرے ساتھ ۔۔۔ گل نے جلد بازی میں جواب دیا پھر اپنی ہی زبان دانتوں تلے دبائی کے کیا ضرورت تھی یہ بکنے کی گل۔۔ معافی اور حسن شاہ امپاسبل ۔ اور میرا منہ آپ نہ ہی کھلوائیں تو بہتر ہو گا

کس بارے میں بات ہو رہی ہے بھی ؟؟ اماں بی ان کی باتیں سنتے ٹرے پکڑے کچن سے نکل کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔۔

جس لڑکی کی آپ چوبیس گھنٹے میرے سامنے تعریفیں کرتی ہیں نا اصل میں آپ کو پتا نہیں وہ ہے کیا۔۔ معافی والی بات پر تو وہ بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔

NOVEL HUT

کیا مطلب اصل میں کیا ہوں میں اس دن جو کچھ مال میں ہوا وہ غلط وہمی کی بنا پر ہوا میری نیت خراب نہیں تھی اور تمہیں کوئی حق نہیں مجھ پر بولنے کا۔ ۔ گل نے سرد تاثرات سے جواب دیا۔ ۔

حق ہے میرا تمہیں صحیح غلط سمجھانا اگر میں ٹائم پر نا پہنچتا تو پتا بھی ہے تمہیں کتنا نقصان ہو سکتا تھا تمہارا ۔ ۔ حسن نے طنز کیا۔ ۔

حق ؟؟ مائی فٹ کس بات کا حق بھی؟؟ گل نے استہزایہ ہنستے جواب دیا ! تم مجھے اصل بات بتاؤ گے کے معاملہ کیا ہے۔۔۔ اماں بی نے تنگ آکر پوچھا

بس کر دو تم تو ۔۔ ! حسن نے کہا۔۔چپ ہو جاؤ دونوں ۔۔ اماں بی نے ان کی پھر سے شروع ہوتی بحث پر گھورتے ہوئے ان کو چپ کروایا۔۔

اور تم ؟ تمہیں کیوں اتنی فکر ہو رہی تھی اس کی رات کو ۹ بجے باہر نکلے یا ۳ بجے تمہارا رعب جمانا نہیں بنتا۔۔ اماں۔بی نے حسن کے تاثرات کو غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔ اماں بی میں اس کے فائدے کے لیے ہی کہی رہا تھا۔۔ ! حسن نے سر جھکائے جواب دیا۔۔ تم کیوں سوچ رہے ہو اس کا فائدہ کس حق کی بات کر رہے تھے؟ باپ ہو اُسکے یا بھائی؟ یا شوہر؟ نہیں نا پھر کیوں رعب جھاڑ رہے تھے؟

NOVEL HUT

۔۔۔ اماں بی وہ وہ لاجواب ہی تو ہو گیا تھا اماں بی کی باتوں سے سر جھکائے اماں ---بی کی باتیں مؤدوب انداز میں سن رہا تھا۔۔

دوسری طرف ماہم گل اماں بی کے گھر سے نکلنے کے بعد سڑکوں پر پیدل چل رہی تھی چونکہ اسکا ہسپتال جا کر چیک اپ کروانے کا ارادہ تھا۔۔۔ سڑک پر پڑے پتھر کو کبھی ادھر سے اُدھر ٹھو کر مارتے وہ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔ آنکھیں حد درجہ تک سرخ ہوئ سر کو جھکائے خود پر ضبط کیے وہ

سڑک پر چل رہی تھی ۔۔ چونکہ رات ہو چکی تھی سرد ہوائیں اسے پاس سے گزرتی محسوس ہو رہی تھی ۔۔ اماں بی سے ہوئی گفتگو کسی صورت اس کے دماغ سے نہیں نکل رہی تھی ۔۔ کیا عزت چھوڑی تھی حسن شاہ نے اسکی اماں بی کے سامنے ۔۔ یہی سوچ سوچ کے اُسکی جان نکل رہی تھی ۔۔ سردی کی شدت سے اور صبح سے خالی پیٹ ہونے کی صورت اب کے سر میں درد کی

ٹھیسیں اُٹھ رہی تھی ۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا ۔۔۔

گل نے آٹو لے کر ہسپتال جانے کا سوچا لیکن اس وقت آٹو ملنا مشکل ہی تھا ۔۔۔۔

آپ یہ ٹیسٹ کروا لیں نیچے فرسٹ فلور سے پھر آپ کی رپورٹس میں چیک کر کے بتاتی ہوں ۔۔ ڈاکٹر نے گل سے مخاطب ہوتے کہا ۔۔ کسی نہ کسی طرح آٹو ڈھونڈ کے وہ ہاسپٹل پہنچ ہی گئی تھی ۔۔

فائلز ہاتھ میں پکڑے فرسٹ فلور کی جانب قدم بڑھائے کے گل نے ایک بچی کے چیخنے کی آواز سُن کر

پیچھے مڑ کر دیکھا ۔۔ ایک چھوٹی سی پیاری سی گڑیا ویل چیئر پر بیٹھے ایک بازو پر مکمل بینڈج تھی ۔۔ اور وہ خوشی سے چیخ چیخ کر اپنے پیچھے کھڑے لڑکے سے مخاطب تھی جس کی آنکھوں میں آنسو تھے ۔۔

شاید وہ اس بچی کے لیے بہت عزیز تھا ۔۔ " اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا " پہلا فقرہ تھا

جو یہ منظر دیکھنے کے بعد گل کے دماغ میں آیا تھا اور وہ افسردہ ہوتے واپس لیب کی طرف روانہ ہو گئی ۔۔۔ ٹیسٹ کروانے کے بعد اس وقت وہ ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی جو اسکی دوست شیریں کی جاننے والی تھی ۔۔ وہ خود تو یہاں موجود نہیں تھی ورنہ وہ خود سارے ٹیسٹ ساتھ ہو کر کرواتی ۔۔

ساری رپورٹس تو میں نے چیک کر لی ہیں ۔۔ ڈاکٹر نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے سنجیدہ لہجے میں اس سے گویا ہوئی ۔۔

کیا آپ کے ساتھ کوئی اور نہیں ہے؟ بھائی ۔ بہن یا کوئی بھی عزیز ؟؟

نہیں ڈاکٹر لاریب جو بھی بات ہے آپ مجھے بتا دیں اٹس اوکے آئی کین مینج ! ! گل نے ایک طنزیہ مسکراہٹ سے کہا گیا ۔۔۔ دُکھ ہی تو ہوتا تھا گل کو ایسے سوال اُسے تکلیف میں ہی تو بتلا کر دیتے تھے ۔۔ دیکھنے کو تو اس کے پاس سب تھے ۔۔ لیکن تھا اُس کا

اپنا کوئی نہیں ۔۔۔

ڈاکٹر نے ایک لمبا سانس لیا دیکھیں ماہم ایز یو نو آپ کے سر میں درد رہنا اور چکر آنا یہ سب معمولی نہیں ہے آپ کو پہلے چیک اپ کروا لینا چاہیے تھا ۔۔ دیکھیں بیماری اگر اللہ دیتا ہے تو شفا بھی وہی دیتا ہے ۔۔ آپ فکر نہ کریں ہر بیماری کا علاج ہوتا ہے آپ کو زیادہ سٹریس لینے کی ضرورت نہیں ۔۔ ڈاکٹر نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے کچھ نصیحتیں کی ۔۔ گل کو عجیب سا محسوس ہونے لگا تھا ۔۔ ڈاکٹر جو بات ہے آپ

مجھے کلئیر بتا دیں ۔۔

آپ کو برین ٹیومر ہے ! ڈاکٹر نے اسے ہمدردی بھرے تاثرات سے دیکھتے کہا ۔۔۔

گل کو محسوس ہو رہا تھا اُس کا سانس رک رہا ہے۔۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگ گئے تھے ۔۔۔ سردی کے ٹھنڈے موسم میں اُسے پسینے آرہے تھے ۔۔

گل کو محسوس ہو رہا تھا اُس کا سانس رک رہا ہے۔۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگ گئے تھے ۔۔۔ سردی کے ٹھنڈے موسم میں اُسے پسینے آرہے تھے۔۔ اُس کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔۔۔کے۔۔کیسے۔۔ گل کو محسوس ہو رہا تھا اس کی آواز کانپ رہی تھی۔۔

بعض اوقات تو ڈپریشن سٹریس کی وجہ سے ہوتا ہے ایسے۔۔ لیکن آپ فکر نہیں کریں اللہ بہتر کرے گا۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے پرسکون کرنے کے لیے کہا تھا۔۔

NOVEL HUT

کونسی۔۔ی۔سٹ۔۔۔ سٹیج۔۔؟ گل کو خود پہ قابو پانا مشکل لگ رہا تھا۔۔ مشکل ہی تو تھا ایسی بڑی سچیوشن میں بھی وہ اکیلی تھی۔۔ کوئی نہ تھا اسکا۔۔ فرسٹ سٹیج ہے بہتر ہے جتنی جلدی آپریٹ کروا لیں بعد میں زیادہ مشکل ہو سکتی ہے آپ سمجھ سکتی ہیں۔۔ !

آپریٹ پر کتنے لگے گیں؟ میڈیسنز وغیرہ سے گزارہ نہیں ہو سکتا ؟؟ گل نے ایک امید نظر سے پوچھا تھا۔۔ اتنی بڑی بیماری کو میڈیسنز وغیرہ پر نہیں چھوڑ سکتے ۔۔ جتنا جلدی ہو سکے آپ اپریٹ کروا لیں۔۔ فلحال میں آپ کو میڈیسن لکھ دیتی ہوں پین کلر جب زیادہ طبعیت خراب ہو تو لے لینا زیادہ استعمال نقصان دہ ہے۔۔

گل کو اپنی ٹانگیں شل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی میڈیسنز لے کر وہ واپسی ہاسٹل کے لیے سڑک پر چل پڑی تھی۔۔ --دل میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی ۔۔ وہ چھوٹی بچی تو نا تھی کہ اپنی بیماری کا اپنے رشتہ داروں کو بتا کر ہمدردیاں بٹورتی پھرے۔۔ جب وہ برے وقت میں ساتھ نہ تھے تو اب وہ کیسے اپنے ماں باپ سے امید لگا بیٹھتی۔۔ اُسکے ماں باپ اپنی زندگیوں میں خوش تھے آگے اپنی اولادوں کے ساتھ انہیں اس کی ضرورت نہ تھی۔۔ وہ تنہائی میں اکیلے سڑک پر چل رہی تھی

وہ تنہائی سے بھاگنے والوں میں سے نہ تھی۔۔ بلکہ ماہم گل کو تو تنہائ پسند تھی۔۔ لیکن اُسے کسی پل ذہنی سکون میسر نہ تھا۔۔

اپنے ذہنی آرام کے لیے چیزوں کو مختصر کرنا سیکھیں ! !

الفاظ، خواہشات، احساسات، اور لوگ"

انہیں سوچوں میں گُم وہ سڑک پر کھوئے ہوئے انداز میں چل رہی تھی کہ پیچھے سے جانی مانی آواز سُن کر وہ مڑی۔۔

اتنی رات کو ادھر کیا کر رہی ہو ؟؟ حسن شاہ نے گاڑی پارک کرتے اس کے ساتھ قدم ملاتے ساتھ ہوا۔۔

ہاسٹل واپس جا رہی تھی ! مختصر سا جواب ! جو مقابل کو حیران کر گیا تھا۔۔

جس سپیڈ سے تم چل رہی ہو صبح تک ہی پہنچو گی۔۔

حسن نے طنز کرتے کہا۔۔

"ہم" لفظی جواب !

خیر تو ہے آج کاٹنے کو دوڑ نہیں رہی تم؟

حسن حیران ہی تو تھا ہر بات کا الٹا جواب دینے

والی بڑی چُپ ہے --

گل نے اُس کی جانب دیکھا جو اس کے ساتھ قدم ملاتے چل رہا تھا--

حسن نے جب اسے خود کو تکتے پایا تو پریشان ہو گیا--

تم ٹھیک ہو ؟

ہاں !

تو پھر چپ کیوں ہو؟

بولنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں-

کچھ ہوا ہے کیا؟ کوئی پریشانی تو تم مجھ سے شئیر کر سکتی ہو !

NOVEL HUT

شجر بہت ہیں مگر کوئی سایہ دار نہیں ہے !

کیا مطلب؟

کچھ نہیں !

حسن شاہ کو عجیب لگتی تھی یہ لڑکی سوال بھی خود اور جواب بھی نہیں معلوم !

فضول سوچیں انسان کو بیمار کر دیتی ہیں گل !

چاند کی روشنی دونوں کے چہروں پر رقص کر رہی تھی۔۔ گل نے رک کر حسن کی آنکھوں میں دیکھا

اک خوف تھا۔ ڈر تھا۔۔ کہ وہ کہیں اس کی حقیقت جان نہ لے۔۔

حسن شاہ نے اُسے ہاسٹل پارک کیا۔۔ ہاسٹل آنے کے بعد گل خود کافی تھک گئی تھی اس لیے نیند کی غرض سے لیٹ گئی۔۔

جنوری کا مہینہ تھا۔۔ فل گھٹنوں تک آتی سمپل بلیک فراک پہنے نیچے جینز کے ساتھ سینڈلز۔۔ کندھے پر بیگ لٹکائے آنکھوں پر مسکارا اور ہونٹو پر ہلکا سا گلوز لگائے گل سمپل بھی بہت اٹریکٹو لگتی تھی۔۔

مال میں انٹر ہوتے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔ آج گل کا نمرہ سے ملنے کا ارادہ بھی تھا۔۔ کافی دن سے اس کی نمرہ کے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔ اس لیے وہ جلدی کام ختم کر کے نمرہ سے ملنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔
اللہ اتنی کمزور ہو گئی ہو گل کچھ کھاتی نہیں؟ نمرہ نے گل کی حالت کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ نہیں یار بس تمہیں ہی لگ رہا ۔۔ ہم ۔۔ دونوں کوریڈور میں والک کر رہی تھی ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔ گل ایک بات پوچھوں؟ نمرہ نے قدرے جھجھکتے ہوئے کہا۔۔

ہاں ضرور!

کل رات تم حسن سر کے ساتھ ہاسپٹل کے باہر کیا کر رہی تھی؟ گل کو اک لمحے کے لیے شرمندگی محسوس ہوئی۔۔ تمہیں کیسے۔۔؟

وہ اصل میں مس وہاں سے گزرہی تھی تو دیکھا نمرہ نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔

اصل میں کل میری طبعیت خراب ہو گئی تھی تو میں ہاسپٹل سے واپس جارہی تھی راستے میں وہ آگیا بس ایسا نہیں ہے۔۔ گل نے باور کروانا ضروری سمجھا تھا وہ نہیں چاہتی کوئی اُسے لے کر ایسے سوچے۔۔

ہم۔۔ گل تمیں عجیب نہیں لگتا؟

کیا؟

یہی کہ جب تم مال میں بے ہوش ہوئی تب بھی حسن سر آگئے تھے کل بھی میرا مطلب ہے جب بھی تم مصیبت میں ہوتی ہو تو وہ تمہارے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔۔۔

اسکی بات سن کر گل کے دماغ میں سارے واقعے رپیٹ ہونے لگے جب وہ بیسمنٹ میں تھی جب وہ رات روڈ پر بے ہوش ہو گئی تھی اور پھر اماں بی کے گھر پر بھی۔۔۔

کن سوچوں میں گم ہو بھی ایسے ہو کہہ رہی تھی میں تو۔۔۔ ابھی وہ ان ہی سوچوں میں تھی کہ نمرہ نے اسے سوچوں سے باہر نکالا

ہاسٹل واپس آنے کے بعد اب تک نمرہ کی باتیں اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھی۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ حسن شاہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ کچن میں ٹوسٹ پر جیم لگاتے وہ کھوئی ہوئی تھی کہ فون رنگ کی وجہ سے خیالوں سے باہر نکلی ۔۔ وانیہ کا سوچ کر وہ فون کی جانب بڑھی سامنے نانو جان نام لکھا ہوا جگمگا رہا تھا۔۔ پہلے ہی وہ بہت پریشان تھی اوپر سے نانو جان کی نصیحتیں۔۔ افف گل نے منہ بنایا پہلے تو نہیں اٹھایا پھر کچھ سوچ کر اٹھا لیا۔۔

اسلام علیکم !

و سلام ! کیا حال ہے نانو جان طبعیت کیسی ہے آپکی۔۔

میری طبعیت کو چھوڑو میں تم سے ناراض ہوں اتنا نہیں ہوا کہ ایک دفعہ آکر مل لو۔۔ بس نانو جان مصروفیات ہی ختم نہیں ہوتی۔۔ نانو جان کوئی آیا ہے کیا۔پیچھے سے آتے شور کو سن کر گل نے پوچھا

ہاں چند مہماں آئے ہوئے ہیں۔۔ اصل میں یاد آیا شام کو گھر پہ دعوت ہے تم ضرور آؤ گی میں کسی صورت انکار نہیں سنوں گی۔۔
کچھ بھی کر مجھے ابھی کے ابھی رپورٹس چاہیے نہیں تو تیرا سر ہوگا اور میرے جو گرز۔۔ حسن نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ کچھ کرتا ہوں صبر کر۔۔ ڈاکٹر عمر نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے جیسے کہہ رہا ہو اسکا کچھ نہیں ہوسکتا۔۔ کچھ پانچ منٹ بعد وہ فائل لے کر حسن کے سامنے تھا۔۔ وہ پہلے ہی حسن کے بے صبرے رویے سے اندازہ لگا چکا تھا کہ بات کچھ اور ہی ہے۔۔ اس لیے مزاق کے بجائے سنجیدہ انداز میں وہ فائل حسن کے سپرد کر دی۔۔ کیا ہے اس میں ؟؟ حسن نے گھبراتے ہوئے پوچھا وہ اپنی گھبراہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کر

رہا تھا۔۔ خود پڑھ لے۔۔ عمر نے سنجیدگی سے اسے کہا۔۔ حسن جیسے جیسے فائل پڑھ رہا تھا ویسے اُسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اُسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔ عمر سے اُسکی حالت چھپی ہوئی نہیں تھی۔۔۔یہ۔۔کی۔۔سے۔۔کیسے؟

اسکا کوئی ٹریٹمنٹ ؟ حسن کی آواز لڑکھڑا تھی اُسے خود بھی معلوم نہیں رہی تھا۔۔ ڈاکٹر نے ماہم گل پیشنٹ کو آپریٹ کا کہا لیکن جہاں تک مجھے لگتا ہے اُسکا آپریٹ کا کوئی ارادہ نہیں۔۔ کیوں؟

پیشنٹ نے پین کلز پر گزارہ کرنے کا سوچا ابھی تو فرسٹ سٹیج ہے جتنی جلد آپریٹ ہو سکے بہتر ہے ورنہ آگے تو تجھے پتا ہی ہے۔۔۔ وہ پاگل لڑکی دماغ خراب ہو گیا ہے اُسکا اتنی بڑی بیماری وقتی پین کلر کھا کر تو نہیں ٹھیک ہو گی نا۔۔ اور حقیقتاً اُس نے ابھی فیملی کو بھی نہیں بتایا ہو گا ! حسن کو اسکی بیوقوفی پر غصہ آرہا تھا۔۔ ریلیکس ہو جا یار تیرا کیا جاتا ہے تیری کونسا کچھ لگتی ہے۔۔۔ عمر نے اسکی حالت کا مزہ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

نانو جان میں اصل میں۔۔ کسی صورت انکار نہیں گل تم ضرور آؤ گی۔۔ نانوجان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

NOVEL HUT

پانچ منٹ اور بات کرنے کے بعد گل نے فون بند کر دیا دل تو اُسکا بلکل بھی نہیں تھا جانے کا لیکن نانوجان نے سختی سے کہا تھا اس لیے اب جانا تو تھا ۔۔ گل کے سر میں بھی درد ہو رہی تھی میڈیسن لے کر وہ سونے کو لیٹ گئی کیوں کے پارٹی رات کی تھی تو اس لیے گل نے پہلے نیند پوری کرنے کا سوچا۔۔۔

***

عمر مجھے کمپلیٹ رپورٹس چاہیے اُسکی کسی بھی صورت کی کمی بیشی نہیں پانچ منٹ ہے تمہارے پاس۔۔ عمر جو ڈاکٹر تھا اور حسن شاہ کا سب سے عزیز دوست ۔۔ حسن نے جب سے گل کو ہاسپٹل سے باہر بہکی باتیں سنی تھی رات کو تب سے اُسکی نیند اُڑی ہوئی تھی۔۔ اور اب وہ اللہ کا نام لے کر ہسپتال میں عمر کا دماغ چاٹ رہا تھا کہ کسی صورت وہ وجہ جان سکے کہ گل کو ہوا کیا تھا۔۔۔

یار صبر کرلے اُسکے لیے ڈاکٹر شیریں نے کوئی سپیشلسٹ ہائر کروائی تھی اور وہ آج چھٹی پر ہے اُس سے ہی فائل مل سکتی ہے۔۔۔

NOVEL HUT

تو توں اُس ڈاکٹر شیریں سے پوچھ ۔۔ صبر کرلے میرے باپ ڈاکٹر شیریں یہاں نہیں ہے کسی ایمرجنسی کی وجہ سے کچھ دن چھٹیوں پر ہے۔۔ عمر نے اسکے بے صبرے انداز پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

انسانیت تو ہونی چاہیے انسان میں اور ویسے بھی میرے ساتھ ہی پیراڈائس مال میں کام کرتی ہے۔۔ حسن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔ ناجی معاملہ اتنا سیدھا نہیں اب سچ سچ بتا کیا چکر ہے۔۔" دفعہ " ۔۔ "ہو"" جا"۔۔۔

حسن نے اسے غصے سے کہتا روم سے نکل گیا۔۔پیچھے عمر کے فلک شگاف قہقے۔۔۔

پیروں تک آتی لائٹ مہرون سلک گاؤن نیچے ہیلز پہنے ۔۔ہاتھ میں لائٹ گولڈن کلچ پکڑے بال جو کندھے تک آتے تھے انہیں کرل کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔لائٹ سا میک اپ ہونٹوں پے لایٹ ریڈ گلوز لگائے آنکھوں پے مسکارا لگائے وہ سمپل اور لائٹ سی ڈریسنگ کیے بھی بہت پر کشش اور خوبصوت لگ رہی تھی۔۔

***

واہ یار تم تو بہت کمال لگ رہی ہو ایویں ہی روز تم نے فقیروں والا حلیہ بنایا ہوتا۔۔وانیہ اسکی تعریف کیے بنا رہ نا سکی۔۔یاروانی تم بھی ساتھ چلو ویسے بھی اندھیرا ہو رہا ہے باہر میں اکیلے کیسے جاؤں؟

یار میں اُدھر کسی کو جانتی بھی تو نہیں اور میں کیسے بھلا۔۔کچھ نہیں سن رہی میں ریڈی ہو کے آؤ اور مجھے تو جانتی ہونا بس کافی ہے۔۔

اوکے مجھے پانچ منٹ دو میں ریڈی ہو کے آتی ہوں۔۔

گھر میں انٹر ہوئی تو ہنسنے کی اور باتیں کرنے کی آوازوں نے اسکا ویلکم کیا۔۔ گل کو لگا تھا چند لوگ ہی ہوں گے یا نانوجان کے بیٹے ماموں اور ان کے بچے باہر سے آئیں ہوں گے۔۔

یار زیادہ لوگ آئے ہیں کیا؟ وانی نے گل سے پوچھا پتا نہیں یار اب اندر جا کر ہی پتا چلے گا۔۔ گل تو ویسے بھی پہلے سب سے لیا دیا رکھتی تھی۔۔

گل اندر گئی تو اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔ ہال مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔۔ ماموں اور اُنکے بچے نانو جان کے سب رشتے دار آئے ہوئے تھے ۔۔ گل کو مسلہ ان سب سے نہیں تھا۔۔ مسلہ تو نانوجان کی بیٹی سے تھا اُسکی ماں بھی آئی تھی اپنی اولاد کے ساتھ اور دوسری طرف گل کا باپ بھی اپنی فیملی کے ساتھ آیا تھا۔۔

گل کو شاکڈ دیکھ کر نانو جان نے اٹھ کر گل کو گلے لگایا پھر وانیہ سے ملی۔۔ نانو جان آپ کو پت۔۔ گل خاموش ہو جاؤ کب تک چھپتی پھروگی مہمانوں سے بھرا گھر ہے ہنگامامت ڈالنا۔۔۔ نانوجان نے گل کی بات کاٹتے اسے خاموش رہنے کا کہا کیوں کہ وہ اب بہت سے مسلوں کو حل کرنا چاہتی تھی۔۔

گل کو شدید غصہ آرہا تھا اور کیا اب اسکے ماں باپ کا ایک ساتھ ایک گھر میں ملنا جائز تھا بھلا؟ لیکن وہی امیر بولڈ فیملیز جہاں پر سہی غلط کچھ نہیں دیکھا جاتا انہیں غلط کہنے کی جرات کسی کی نہیں ہوتی۔۔ اور یہی اگر کسی مڈل کلاس گھرانے میں ہو تو مرد کو تو کچھ نہیں کہا جاتا ہاں البتہ عورت کو ساری زندگی کے لیے بدنام کردیں گے اور ویسے بھی یہ کہاں کا اصول ہے بھلا ڈیورس کے بعد پھر سے رابطے رکھنا۔۔۔۔

گل ان سب سے اکتائی ایک سائیڈ ٹیبل پر بیٹھ گئی اور موبائل میں مصروف ہوگئی ۔۔۔ وانی کو کوئی پرانی کلاس فیلو مل گئی تھی تو وہ اس سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔۔۔ کیا حال ہے اتنا نا ہوا ایک دفعہ آکر ماں سے مل لو۔۔۔ خدیجہ بیگم نے اس پر طنز کیا۔۔ میں آپ کو آکر کیوں ملتی بھلا ؟ کیا آپ کی اولاد آپکی توقعات پر پورا نہیں اتر رہی جو آپ مجھ سے توقع رکھ رہی ہے۔۔ گل نے بنا کسے لحاظ کے جواب دیا۔۔ وہ لحاظ کرے بھی تو کیوں؟ ان

ماں باپ کے لیے؟ استغفر اللہ

گل تمیز بھی بھول گئی ہو تم !

آپ نے مجھے تمیز سکھائی ہی کب تھی ؟

آخر کب تک تم وہی بچوں والا رونا لے کر بیٹھی رہو گی گل ؟ تم اکیلی نہیں ہو ساری دنیا میں ایسے ہی ہوتا ہے لوگوں کے ماں باپ مر بھی جاتے ہیں اور کیا کیا نہیں ہوتا ۔۔ بڑی ہو جاؤ اگر انہیں باتوں کو لے کر بیٹھی رہو گی تو بہت سے رشتے چھوٹ جائیں گے ۔۔ میری بھی زندگی ہے کیا میں ڈیزرو نہیں کرتی تھی اس لیے میں آگے بڑھی تم کیا چاہتی ہو جاوید کے چھوڑنے کے بعد میں ساری زندگی ایسے ہی گزار دیتی ۔۔ آج خدیجہ بیگم کا پارہ ہائی ہو گیا تھا پہلی دفعہ گل نے ان سے اس طرح بات کی تھی ۔۔

گُل کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی ۔۔ ضبط کرنا اب اسکے لیے انتہائی مشکل ہو گیا تھا اور وہ بولے جا رہی تھی اپنی کردار کی وضاحتیں دے رہی آپ ڈیزرو کرتی تھی میں انکار کب کر رہی ہوں لیکن آپ انتظار تو کرتی ۔۔ آپ کیا سمجھتی ہیں میں بچی ہوں مجھے کچھ نہیں پتا ۔ آپ نے خود ڈیورس لی اور اسکے بعد شاید عدت بھی صحیح طرح سے مکمل نہیں کی اور دوسرے دن ہی آپ نے شادی کر لی اور اب آپ مجھے وضاحتیں دے رہی ہیں ؟ میرا کیا قصور تھا؟ ان سب میں میرا بچپن کیوں مارا آپ نے ؟ گل نے آنسوؤں سے تر چہرے سے اُنکی طرف دیکھتے جواب دیا ۔۔ گل میرا قصور نہیں تھا تمہارے باپ نے مجھے اس قدر بے بس کر دیا تھا کہ مجھے ڈیورس لینی پڑی ۔۔ خدیجہ بیگم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا ۔ کیا ہوا کیوں لڑ رہی ہو تم دونوں ۔۔ نانو جان نے انہیں باتیں کرتے دیکھ لیا تھا اس لیے فوراً آگئی ۔۔ چونکہ وہ سائیڈ

ٹیبل پر تھے اس لیے معاملے کی نوعیت واضح نہیں ہو رہی تھی۔۔ مام آپ بتائے اسے کے میں نے ڈیورس کیوں لی آج میری اولاد مجھ پر بول رہی ہے

نانوجان نے غصے سے گل کی جانب دیکھا ۔۔ خدیجہ تم چلو جاؤ مہمانوں کے پاس۔۔ اور گل تمہیں شرم آنی چاہیے میں نے تمہیں منع کیا تھا پھر بھی تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔ نانوجان میری بات تو سنیں۔۔ گل نے انہیں وضاحت دینا چاہی کے اسکا قصور نہیں۔۔ لیکن وہ اسے ہی قصوروار ٹھہرا کر چلی گئی۔۔

گل کا دل شدت سے پھٹ رہا تھا وہ خود کو کوس رہی تھی کہ آخر آئی کیوں۔۔ گل کے سر میں بھی ہلکی ہلکی درد شروع ہونے لگی تھی۔۔۔ ڈاکٹر نے اسے سٹریس لینے زیادہ دماغ پر بوجھ لینے سے منع کیا تھا۔۔۔ گل اُٹھی واشروم بیسن پر جھکے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے خدیجہ بیگم کی باتیں کسی صورت اس کے ذہن سے نہیں نکل رہی تھی ۔۔ بہت دیر بعد خود کو کمپوز کرتے وہ باہر نکلی میک اپ اتر چکا تھا روئی روئی آنکھیں صاف ستھرا نکھارچہرہ پھر بھی وہ اور دلکش لگ رہی تھی۔۔ ابھی تو گل شکر کرہی تھی کہ اس کا سامنہ جاوید اقبال سے نہیں ہوا۔۔

کھانے سے فری ہونے کے بعد سب کزنز اور کچھ اسکے سوتیلے بہن بھائی لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے ساتھ چائے کے مزے لے رہے تھے ۔۔ گل کے دو ماموں آئے ہوئے تھے پاکستان ۔۔ بڑے ماموں کی چار بیٹے ایک

NOVEL HUT

بیٹی تھی ۔۔ سب سے بڑا فرحان ۔۔ علی ۔۔ عبداللہ اور چھوٹا ثکلین ۔۔ اور بیٹی منال چاروں سٹڈی کر رہے تھے جب کے سب سے بڑا بیٹا فرحان باپ کے ساتھ بزنس سنمبھال رہا تھا ۔۔

دوسرے ماموں کی ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ۔۔ فائزہ جو کہ سٹڈی کمپلیٹ کر چکی تھی اور بیٹا حنان جو ابھی یونی کا سٹوڈنٹ تھا ۔۔ سب کزنز ہی جانتے تھے کے فائزہ کی فرحان کے لیے کیا فیلنگز تھی ۔۔

***

گل نے تو ویسے بھی کبھی ان سب میں انٹرسٹ نہیں لیا تھا ۔ اور باقی کزنز بھی اسے کم ہی بولاتے تھے فرحان ہی جو کبھی اس سے سلام دعا کر لیتا تھا جس کا وہ کبھی سیدھے منہ جواب نہیں دیتی تھی ۔۔۔ اس لیے وہ اندر حال میں ہی بیٹھ گئی ۔۔

***

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish your novel, no worries. novel-hut is here.

to publish your contact us on instagram:

novel_hut_.

Enjoy reading!

NOVEL HUT

ماہم باجی آپکو اندر سب بلا رہے ہیں ! ۔ ۔ زکیہ (کام کرنے والی) نے آکر گل کو بتایا

کیوں؟ کون کون ہے اندر ؟

سب بڑے بیٹھے ہیں ۔۔۔

گل کو پہلے سے اندازہ تھا کے سارے کزنز باہر ہیں تو بڑوں کی اندر ضرور کوئی کھچڑی تو پک ہی رہی ہو گی ۔۔ لیکن گل کا کیا کام بھلا یہی سوچ کر وہ اندر ڈرائنگ روم کی جانب بڑھی ۔۔

گل ڈرائینگ روم میر انٹر ہوئی ناک کرنے کے بعد اجازت ملتے گل نے اندر قدم رکھا لیکن وہاں کا ماحول کچھ اور ہی نقشہ کھینچ رہا تھا گل کے لیے ۔۔

اندر انٹر ہوئی تو سامنے صوفے پر نانو جان ۔ خدیجہ بیگم ۔۔ اور گل کے ماموں بیٹھے تھے ۔۔

ساتھ ہی سنگل صوفے پر فرحان بیٹھا ہوا تھا۔۔ ساتھ گل کے والد صاحب جاوید اقبال۔۔۔

***

آپ نے بولایا تھا نانو جان؟؟ گل نے سب کو نظر انداز کرتے سامنے خالی صوفے پر بیٹھتے ہوے کہا۔۔

ہاں بیٹھو ہم تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔۔

NOVEL HUT

جی؟ گل نے پر سوچ انداز میں کہا۔۔

دیکھو گل اب تم بڑی ہو گئ ہو تمہارا صحیح اور غلط ہم نہیں سوچیں گے تو کون سوچے گا۔۔ ہم سب بڑوں نے مل کر تمہاری بہتری کے لیے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔ نانو جان

نے گل کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔

نانو جان آپ پہیلیاں مت ڈالیں جو بات ہے کُھل کر بتائیں ۔۔
دیکھو گل تم بھی جانتی ہو کہ ہم سب اپنی زندگیوں میں مصروف ہیں آخر کب تک تم ایسے بھاگتی رہوگی ۔۔ اس لیے ہم نے تمہاری بہتری کے لیے سوچا ہے آخر کو خون تو تم ہمارہ ہی ہو۔۔ اب کی بار جاوید صاحب نے گل کا مخاطب کیا۔۔

پہلی بات آپ جہاں مصروف ہیں میں اچھی طرح جانتی ہوں اور دوسرا آپ کو میری بہتری یا برائی سوچنے کی ضرورت نہیں۔۔ گل نے دو ٹوک جواب دیا۔۔

NOVEL HUT

گل جو بھی ہے وہ تمہارا باپ ہے یہ تربیت نہیں کی میں نے تمہاری۔۔ نانو جان نے گل کو کہا۔۔

دیکھو گل ہم چاہتے ہیں کہ اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے آخر کب تک سڑکوں پر دو ٹکے کی نوکریوں پر دھکے کھاؤ گی۔۔ ہم بڑوں نے مل کر فیصلہ کیا

ہے کہ تمہارہ اور فرحان کا نکاح کر دیں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔۔ ماموں جان سب کو پر سکون کرتے خود ماہم گل سے بات کا آغاز کیا۔۔۔

کمرے میں خاموشی چھای چھائی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ سب گل کے جواب کے منتظر تھے۔۔ اچھے جواب کی امید تو وہ گل سے ویسے ہی نہیں رکھتے تھے۔۔ اس لیے سب خاموشی سے گل کا چہرہ تک رہے تھے ۔۔۔

پہلے تو کچھ دیر گل کو سمجھ نہیں آئی کہ کیا جواب دے ۔۔ لیکن شادی نکاح وغیرہ کے نام پر گل کی آنکھوں کے سامنے کوئی اور چہرہ لہرایا لیکن گل نے جلد ہی خود کو کمپوز کرلیا تھا۔۔ فرسٹ آف آل آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں شادی کروں گی اور وہ بھی فرحان بھائی سے لائیک سر یسلی؟؟ آپ کو کیا لگتا ہے جاوید اقبال صاحب اس کھچڑی کے پیچھے کی کہانی مجھے نہیں پتا ہو گی ؟ بہت اچھے طریقے سے جانتی ہوں میں آپ اپنے مفاد کے لیے مجھے استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔۔ اور دوسری بات آپ سب کو میری بھلائی سوچنے کی ضرورت نہیں میں جانتی ہوں میرے لیے کیا صحیح ہے کیا نہیں آپ اپنے یہ فیصلے میرے سوتیلے بہن بھائیوں کے لیے رکھیں۔۔

چٹاخ ۔۔۔۔۔ نانو جان نے زناٹے دار تھپڑ لگایا تھا گل کو۔۔۔

گل بے یقینی سے گال پر ہاتھ رکھے نانو جان کو تک رہی تھی۔۔ بے یقینی ہی بے یقینی۔۔۔ کیا سمجھ رکھا ہے تم نے گل ہمیں یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری کہ ہر محفل میں اُٹھ کر تم مجھے زلیل کرنے لگ جاتی ہو!! بات کس پہ آئے گی سب تو مجھے ہی قصوروار سمجھے گے۔۔

کہ میں نے تمہاری تربیت کیسی کی ہے۔۔ چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں ہے تمہیں بس کر دو گل اب بڑی ہو جاؤ۔۔ چھوڑ دو بیتی ہوئی باتیں۔۔ نانو جان نے غصے سے بھرپور لہجے میں گل سے کہا۔۔

سب اب تک بے یقینی سے گل کو اور نانو جان کو دیکھ رہے تھے۔۔

نانو جان۔۔۔۔ گل نے اٹکتے لہجے میں کہا آنکھیں ابھی تک ان کے چہرے پر مرکوز تھی آنکھوں میں بے یقینی برقرار تھی۔۔

اور رہی بات نکاح کی تو نکاح ہو گا تمہارا اور فرحان سے ہی ہو گا وہ بھی ہفتہ کو میں دیکھتی ہوں کیسے منع کرتی ہو تم۔۔ گل تم نے خود مجھے مجبور کیا ہے۔۔ نانوجان نے تھکے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

نانو جان میں شادی نہیں کروں گی ہرگز نہیں۔۔۔ گل کا سر چکرا رہا تھا۔۔ آنکھیں زمین پر مرکوز تھی۔۔

کیوں آخر ایسا بھی کیا ہے ماہم جو تم مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔ تم مجھے افورڈ ایبل ریزن دے دو پھر جو تم چاہو گی وہی ہو گا۔۔ اب کی بار فرحان نے گل کو جواب دیا جو کب سے چپ کر کے اپنی ذات پر تبصرے سُن رہا تھا۔۔

میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی اور برائے مہربانی مجھے چھوڑ کر آپ لوگ اپنا سوچیں میں جہاں ہوں

جس حال میں ہوں خوش ہوں۔۔ آپ سب کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

گل نے سر جھکائے جواب دیا آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔۔

گل تم جتنا ڈرامہ کر لو رونا دھونا ڈال لو لیکن یہ نکاح ہوگا اور اسی ہفتہ کو ہو گا۔۔۔

NOVEL HUT

لیکن نانو۔۔۔ گل نے نانوجان کی بات کاٹتے ہوئے کہا

لیکن کچھ نہیں سنوں گی میں تم نے پہلے ہی باہر میرا بہت تماشہ بنایا ہے اب نکاح ہو گا اور اگر تم نے مزید

کوئی ہنگامہ کیا تو ۔۔ بھول جانا تمہارا اور میرا کوئی تعلق تھا کبھی۔۔۔ نانوجان نے تپے ہوئے لہجے میں

کہا۔۔ اور ویسے بھی وہ تو چاہتی تھی کہ نکاح کر کے ان کے سامنے ان کی نظروں کے سامنے رہے انہیں

NOVEL HUT

کہاں گوارا

تھا

اس

ناول حٹ

کا

ہاسٹل

رہنا۔۔

نانوجان آپ بھی مجھ سے تعلق ختم کر لیں گی تو میرے پاس کونسا رشتہ بچے گا سب تو چھین لیا آپ لوگوں

نے۔۔ ماں۔۔ باپ۔۔ اور اب آپ بھی ؟ گل نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔
" جب. اپنوں کے درمیان بیٹھے ہوئے آنکھیں پانی سے بھر جائیں منہ چھپا کر آنسو صاف کرنے پڑیں اور چہرے.پر زبردستی کی مسکراہٹ سجانی پڑے تب زندگی سے زیادہ بے رحم کچھ نہیں لگتا"۔۔۔ آنکھوں سے پانی

مسلسل بہہ رہا تھا گل کے لیے کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تھا۔۔ گل نے ایک قدم اُٹھایا پھر دوسرا مین گیٹ

سے باہر نکلتے وہ روڈ پر آچکی تھی اس کی برداشت جواب دہ چکی تھی ۔۔ وہ اندھا دھند سڑک پر بھاگ رہی

تھی آنکھوں سے آنسو کسی صورت نہیں رک رہے تھے۔۔
کافی دیر سڑک پر بھاگنے کے بعد گل کو سانس چڑھ گیا تھا۔۔ تھک ہار کے وہ سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں سڑک کے کنارے فوٹ پاتھ پر بیٹھ گئی تھی۔۔ سر درد سے چکرا رہا تھا۔۔ آنکھیں شدت سے سرخ ہو رہی تھی ۔۔ ناک سے نقصیر بہہ رہی تھی۔۔ ہلکہ ہلکہ خون ناک سے نکل رہا ۔۔ درد تکلیف شدت سے گل کا دل پھٹ رہا تھا۔۔ اس کی رہی سہی ہمت جواب دے رہی تھی۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

***

ماہم اُٹھو ہوش کرو ۔۔ماہم ۔۔۔ آنکھیں کھولو پلیز۔۔۔ ماہم ۔۔ کسی کی آواز گل کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔ گل نے آنکھیں کھولی تو تیز روشنی پڑتے اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لی ذہن پر زور ڈالا ایک ایک لفظ گل کے

ذہن پر طاری ہو گیا۔۔ آنسو پھر سے شدت اختیار کر چکے تھے۔۔ اچانک کچھ یاد آنے پر گل نے فوراً آنکھیں کھولی۔۔

وہ ابھی بھی سڑک پر موجود تھی ۔۔ اندھیرا زیادہ ہو چکا تھا ۔۔ لگ رہا تھا رات کے ۲، ۱ بج رہے ہیں ۔۔ دور ایک گاڑی کھڑی تھی ۔۔ اور گل کے پاس حسن شاہ ۔۔

تمہاری طبعیت کیسی ہے اب ۔۔ شکر ہے تمہیں ہوش آیا۔ میں کب سے تمہیں اُٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ تم یہاں آدھی رات کو سڑک پر کیا کر رہی تھی؟؟ اور تمہاری طبعیت ۔۔ اپنی حالت دیکھی ہے تم نے کوئی احساس بھی ہے تمہیں ۔۔ بولو اب چپ کیوں ہو۔۔

تم مجھے کچھ بولنے دو گے تو بولوں گی ناں۔۔ وہ پریشان ہی تو ہو گیا تھا ناک سے بہتے خون۔۔ گال پر تھپڑ کا نشان اور سڑک پر بے ہوش ۔۔ حسن کو تو مانو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ گل اسے دیکھ کر پُر سکوں ہو گئ تھی۔۔ ایک اطمیناں تھا گل کے چہرے پر اس حالت میں بھی۔۔

ہاں ہاں بولو ۔۔ بتاؤ مجھے ۔۔ حسن اس سے پوچھ رہا تھا ہاتھ میں پانی کی بوٹل لیے کھڑا تھا۔۔

ریلیکس ۔۔بیٹھ جاؤ۔۔ کیوں سر پر کھڑے ہو گئے ہو۔۔

وہ بھی گل کے ساتھ فاصلہ اختیار کرتے فوٹ پاتھ پر بیٹھ گیا تھا۔۔ سٹریٹ لائٹ کی مدھم روشنی دونوں کے چہروں کا رقص کر رہی تھی۔۔ ایک طویل خاموشی حائل تھی دونوں کے درمیان۔۔۔

گل کے دماغ میں نمرہ کی باتیں گردش کر رہی تھی۔"گل تمہیں پتا .ہیں پتا ہے جب بھی تم تکلیف میں ہوتی ہو کبھی بیسمنٹ میں کبھی .مال روڈ پر حسن شاہ تمہیں بچانے کے لیے آجاتا ہے اب وہ اتفاقاً یا نہیں یہ سمجھ نہیں آتا " نمرہ کی بات یاد کرتے وہ مسکرا رہی تھی بے خودی کے عالم میں۔ -
تم یہاں کیسے پہنچی اور اس حالت میں کیسے۔۔؟ آغاز حسن نے کیا تھا۔۔

NOVEL HUT

میری چھوڑو تم بتاؤ تم کیسے پہنچے ؟ گل نے سامنے گاڑی پر نظریں مرکوز کرتے اس سے کہا۔۔

کیا مطلب؟ حسن نے اسے حیران ہو کر دیکھا کبھی کبھی اسے یہ لڑکی پاگل لگتی تھی۔۔ عجیب حرکتیں تھی۔۔ بھی مطلب کہ تمہیں کیسے پتا کہ میں یہاں ہوں اور کیسے اگر تم نے ہیرو انٹری ماری مطلب وہ سب بتاؤ میں تو بے

ہوش تھی نہ اس لیے مجھے یاد نہیں۔۔ گل اس کی طرف دیکھتے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔۔ اور سامنے والے کو اس کی یہ ادا اتنی کمال لگی۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنا فلمی سوچتی ہو ۔۔ میری گاڑی خراب ہو گئ تھی۔۔ اس لیے ٹیکسی کے لیے اترا تھا اسی

روڈ پر تھوڑا آگے تمہیں دیکھا تو آگیا سمپل۔۔۔

بس؟ گل نے حیراں ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

ہاں ! اس میں حیران ہونے والی بات کیا ہے؟

پھر طویل خاموشی۔۔

لسی نے تم پر ہاتھ اُٹھایا ہے کیا ؟ وہ اب بھی اس کے گال پر نشان دیکھ رہا تھا جو محسوس اسے ہو رہا تھا۔۔

ہم ہاں ۔۔۔ گل کی آنکھوں کے سامنے پھر سے وہی منظر لہرائے

اس کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگ گئے۔۔ وہ ایسی ہی تھی بات بات پر رونے والی۔۔ اور یہ دنیا ایسے معصوم لوگوں کہ کہاں چھوڑتی ہے بھلا؟۔۔

روؤ تو مت تم مجھ سے شئیر کر سکتی ہو ایور تھنگ یو وانٹ۔۔ آخر کو ہم دوست بھی تو ہیں ۔۔ حسن نے اسے ٹشو پکڑاتے ہوئے کہا۔۔

گل نے اچانک سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔ ہم دوست کب بنے تھے؟

اہم اہم چلو پہلے نہیں تھے اب بن جاتے ہیں! حسن نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تم سے دوستی کروں گی؟ گل نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔۔ تاکہ جب بھی تم کہیں سڑک پر گری پڑی ہو بقول تمہارے میں ہیرو انٹری مار سکوں! حسن نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔۔

پاگل ہو تم ! گل نے رخ موڑتے ٹشو سے ناک پونچھتے ہوئے کہا۔۔

ہاں تمہارے لیے۔۔ حسن نے بظاہر تو منہ میں بڑبرایا تھا۔۔ لیکن اس کی بڑبراہٹ گل نے واضح طور پر سنی تھی ۔۔ گل کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔

بتایا نہیں پھر تم نے یا بتانا نہیں چاہتی۔۔۔ حسن نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ ہم یہی سمجھ لو۔۔

او کے چلو پھر کیا اب ساری رات یہی بیٹھنے کا ارادہ ہے؟ آؤ تمہیں ہاسٹل چھوڑ دوں۔۔۔ حسن نے اُٹھ کھڑے ہوتے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

دو بج رہے ہیں وارڈن نے انٹر نہیں ہونے دینا زیادہ سے زیادہ ٹائم کی حد دس بجے ہے سو سوال کرے گی وہ۔۔ گل کو پریشانی لاحق ہو گئی تھی۔۔

اچھا تو پھر کہاں چھوڑوں تمہیں؟ حسن نے اسے پوچھا۔۔

اہم ۔۔ گل کو سمجھ ہی نہیں آیا آخر وہ جاتی کہاں گھر تو وہ کبھی نہیں جائے گی اور کوئی راستہ نہیں۔۔

میں چلی جاؤں گی تم جاؤ۔۔ گل نے اُسے جانے کا کہا۔۔

او کے ایزیو وش۔۔۔ حسن نے رخ موڑتے گاڑی میں جا بیٹھا۔۔ جس کے خراب ہونے کا بہانہ لگایا تھا اس نے گل سے۔۔

ہیں؟ عجیب انسان ہے بندہ دو تین مرتبہ تو پوچھتا ہے ایک دفعہ منع کیا کر دیا یہ تو چلا گیا بد تمیز۔۔ چل بھی گل نی منزل کی طرف۔۔ گل اُسے سناتی خود چل پڑی روڈ پہ۔۔

NOVEL HUT

گل آگے آگے چل رہی تھی اور حسن شاہ کی گاڑی پیچھے پیچھے آہستہ سے چل رہی تھی۔۔ گل سڑک کے

جس سائنڈ بھی ہوتی وہ گاڑی کا رخ مورتے اس کے پیچھے لگا دیتا۔۔ کافی دیر تو گل برداشت کیے چلتی رہی اب وہ تھک بھی گئی تھی اور طبعیت اس کی ویسے ٹھیک نہیں تھی۔۔

پاگل ہو تم کیوں پیچھے پیچھے آرہے ہو۔۔ گل غصے سے تیز قدم اُٹھاتے اس کی گاڑی کی جانب بڑھی اور ونڈو نیچے کرنے کہ کہا۔۔

اگر گھی سیدھی انگلی سے نا نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے مس وہم گل ۔۔ حسن شاہ نے طنزیہ مسکراہٹ سے اسے کہتے گاڑی کا ڈور کھول چکا تھا۔۔

گل غصے سے اندر بیٹھی اور شدت سے دروازہ بند کیا مانو وہ ابھی ٹوٹ جائے گا۔۔ حسن شاہ تو تڑپ ہی اُٹھا آخر کو اس کی پہلی محبت اسکی مٹھو (گاڑی) تھی۔۔

"You know car obsession"

فرسٹ آف آل مس ماہم یہ گاڑی آپ کے باپ کی نہیں ہے اور نہ آپ کے باپ نے ٹھیک کروا کے دینی ہے اس لیے برائے مہربانی اپنا غصہ میری مٹھو پر نا نکالیں اور سیکنڈ میں ڈرائیور نہیں ہوں تمہارا آگے آکر بیٹھو۔۔ حسن شاہ اتنی شدت سے دھاڑا غصے سے اس کا منہ لال ہو چکا تھا (پٹھان تھا ناں) مانو ابھی رو دے گا۔۔ اک پل کو تو گل بھی سہم گئی تھی۔۔ وہ اتری اور آگے آکر بیٹھی اور دروازہ اتنی آرام سے بند کیا کے چوں کی آواز بھی نہیں آئی۔۔

سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا حسن نے اسے اماں بی کے گھر اتارا تھا۔۔

اتنی رات کو میں انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی وہ کیا سوچیں گی۔۔ کچھ نہیں سوچتی تم جاؤ اندر یا میں چلوں ساتھ ؟ حسن نے گاڑی کا ڈور کھولتے اسے باہر آنے کا کہا۔۔

دروازہ کھٹکایا تھوری دیر بعد کھل گیا۔۔ ارے گل بیٹا تم اس وقت خیریت ۔۔ اماں بی نے حیران اور فکر کرتے پوچھا۔۔ ساتھ حسن کھڑے دیکھ انہیں کچھ اور ہی لگا دونوں کو اندر بٹھایا۔۔ تم دونوں کیا کر رہے ہو اس وقت ساتھ ؟ اماں بی نے حسن کو گھورتے ہوئے کہا۔۔ حسن بیچارا جو کب سے اماں بی کی گھوریوں کو برداشت کر رہا تھا آخر کو بول پڑا ۔۔ اماں بی میں

نے کچھ نہیں کیا مجھے کیوں گھوری جا رہی ہیں ۔۔ --

سچ سچ بتاؤ تم دونوں مجھے ہوا کیا ہے گل تم بتاؤ بیٹا ۔۔

حسن جا چکا تھا گل نے پارٹی سے لے کر یہاں آنے تک ایک ایک بات اماں بی کو روتے ہوئے سنا دی تھی۔۔ ایک وہی تو تھیں جن سے وہ ہر دُکھ بانٹ

لیتی تھی۔۔ اماں بی اُسے سمجھاتی رہی کافی دیر اور وہ روتی رہی دل ہلکا ہو چکا تھا آنسو تھم نہیں رہے تھے۔۔

گل تمہاری نیت صاف ہے پھر کیا ٹینشن اللہ تمہارے ساتھ ہے بے فکر ہو جاؤ میرا بچہ جن لوگوں نے آج تمہیں تکلیف پہنچائی ہے کل کو وہ بھی تڑپیں گے۔۔ نیتیں صاف ہوں پھر بھی الزام لگ ہی جاتے ہیں اماں بی۔۔ گل نے آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔۔

اماں بی اب وہ سب زبردستی شادی کرنا چاہتا ہیں خاص طور پر نانو جان وہ مجھ سے ہر تعلق ختم کر دیں گی اگر میں نے اُن کی بات نہ مانی۔۔ گل نے روتے ہوے کہا تھا اماں بی سے آخر وہ تھک ہی تو گئی تھی کب تک برداشت کرتی۔۔

ایسے تعلقات رکھنے کا کیا فائدہ گل جو آپ کے دل کا حال نہ جانتے ہوں اماں بی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔ پھر بھی میں انہیں نہیں کھونا چاہتی اماں بی وہ میرے لیے اہم ہیں۔۔ تو پھر تم ان کی بات مان لو اور کر لو نکاح گھر والے کہہ رہے ہیں تو کچھ اچھا سوچ کر ہی کہا ہو گا انہوں

نے۔۔

کبھی بھی نہیں اماں بی میں کبھی فرحان بھائی سے شادی نہیں کروں گی ۔۔ تو پھر تمہیں کوئی اور پسند ہے ؟ اماں بی نے اس کا سر اپنے گود میں رکھتے ہوئے پوچھا ۔۔ اسکے سامنے اک خوبصورت چہرا لہرایا تھا لیکن وہ جلد ہی خود کو کمپوز کر چکی تھی ۔۔ نہ نہیں اماں بی ۔۔ گل نے اٹکتے ہوئے کہا ۔۔

اللہ تو بہتر جانتا ہے نا وہ تمہارے دکھوں تکلیفوں کا حساب لے گا اللہ تمہارے ماں باپ کو ہدایت دے ۔۔ اماں بی نے اس کے سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا ۔۔

اماں بی اللہ تو سب جانتا ہے یہ سوچ کر میں نے لفظوں کو ترتیب دینا چھوڑ دیا ہے ۔۔ پہلے مہینوں مہینوں نماز نہیں پڑھتی اب آپ سمجھاتی ہیں اب تھک جاؤں تو سر کو سجدے میں جھکا لیتی ہوں ۔۔ نہ حالات کا شکوہ کرتی ہوں ۔۔ نہ اپنوں سے امید رکھتی ہوں ۔۔ دل ٹوٹ جائے تو آسماں کی طرف دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دیتی ہوں ۔۔ اماں بی رشتوں کو میں نے کبھی یقیں کی بنیاد پر پرکھا ہی نہیں ۔۔ لوگ کہتے ہیں مجھے سلیقہ نہیں زندگی گزارنے کا اور میں سوچتی ہوں یہ وہ ہیں جنہوں نے کبھی مجھے سُنا ہی نہیں ۔۔۔ کافی دیر وہ اماں بی کو دلکا حال سناتی رہی اور اس کا سر دباتی رہی کچھ دیر سکوں میسر ہوا تو اس کی آنکھ لگ گئی..

صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ ہاسٹل جانے کے لیے تیار ہو چکی تھی۔۔ اماں بی کے لاکھ اصرار پر بھی اس نے ناشتہ نہیں کیا اور اُن سے دعائیں لیتے ہاسٹل چل پڑی۔۔ اسے صبح صبح خیال آیا تھا وانیہ کا جسے وہ رات اپنے دکھ میں اکیلی چھوڑ آئی تھی اور اب اسے جلدی تھی ہاسٹل جانے کی۔۔ سر کا درد بھی جان نہیں چھوڑ رہا تھا میڈیسنز اس نے لی نہیں تھی بمشکل وہ ہاسٹل پہنچی روم میں انٹر ہوئی وانیہ سامنے ہی آڑی ترچھی صوفے پر لیٹی ہاتھ میں کتاب پکڑے ہوئے تھی۔۔

یار سوری وانی تم کب آئی کیسے آئی؟ گل وانیہ کے سر پر کھڑی ہو گی۔۔ میں تو آئی تھی ٹیکسی سے تم کہاں اُڑ گئی تھی؟ وانی نے اسے شکی نظروں سے گھورتے

NOVEL HUT

ہوئے پوچھا۔۔

ایمرجنسی ہوگئی تھی ایک خیر شکر ہے تم صحیح سلامت پہنچ گی مجھے یہی فکر لاحق تھی۔۔ گل نے سکون کا سانس لیا اور صوفے پر ڈھے سی گئی۔۔
میری چھوڑو ذرا یہ بتاؤ رات کو تم اس مال والے لڑکے کے ساتھ روڈ پر کیا کر رہی تھی؟ وانی نے اسے گھورا۔۔

گھور و تو مت وہ وہاں سے گزر رہا تھا اور میں نے لفٹ لے لی اور اس نے مجھے گھر چھوڑ دیا سمپل۔۔ گل نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اسے کہا۔۔

سمپل ؟ واہ اور میڈم جی جو آپ گھنٹے سے باتیں کر رہی تھی وہاں پر اسکا کیا سمپل کی لگتی کچھ ۔۔ گل نے شرٹ کے دونوں بازو اوپر چڑھائے جیسے کہہ رہی ہو کہ بیٹا اب تیری خیر

نہیں۔۔

***

وانی کی بچی وہاں تم میری جاسوسی کر رہی تھی؟؟ گل نے اٹھ کر بیڈ کی طرف

جاتے

ہوئے کہا۔۔ ہاں ہاں جاؤ نہ بتاؤ مجھے۔۔ آرہی ہے سمجھ مجھے ساری ۔۔ وانیہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا اور جواب میں اس کے منہ پر آکر گرا کشن۔۔
"گل۔۔۔۔۔ ! ! ! ! وانی

چلائی

تھی

***

سردیوں کی صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔ اسلام آباد کی خوبصورت سڑکوں پر سرد خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ ماحول میں اک اداسی سی تھی۔۔ جیسے کسی پیارے کے جانے کے بعد کا غم۔ کسی کا برسوں انتظار کرنے کے بعد بھی نہ آنا۔ گرم چائے کا ٹھنڈے ہو جانے کا غم۔ کسی کے نہ آنے کا غم۔۔۔۔ اور ایسے بہت سے اندرونی دکھ جو ہمیں تکلیف تو دیتے ہیں لیکن بظاہر ان کا ذکر زبان سے ممکنہ نہیں۔۔

***

اللہ اکبر۔۔۔!

نماز پڑھ کر جائے نماز تہ کرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔۔ وہ نماز کی پابند نہ تھی لیکن

جب یاد آتا تو ضرور پڑھ لیتی۔۔

وہی سوکھا ناشتہ کرنے کے بعد وہ تیار ہوئ وانیہ سے گفتگو میں محو تھی۔۔ گھٹنوں تک آتی خوبصورت پرنٹ کی لون کی قمیض ساتھ ٹروزر پہنے سر پر حجاب سیٹ کیے وہ انتہائی سادہ مگر پر کشش لگ رہی تھی۔۔۔ میک اپ کے نام پر صرف آنکھوں پہ مسکارا اور لپ گلوز لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔
آج سارا دن کام میں مشغول گزر گیا تھا۔۔ اس وقت وہ نمرہ کے اصرار پر کیفے ٹیریا بیٹھے تھے۔۔ کھانا آرڈر کرتے وہ دونوں آپس باتوں میں مصروف ہو گئی۔۔۔ گل۔۔۔ تم آج کل کچھ زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گی۔۔ میرے لیے بھی تمہارے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔۔۔ نمرہ نے روٹھے انداز میں شکوہ کیا۔۔

نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں بس سارا دن کام میں گزر جاتا ہے اس لیے۔۔ گل نے بہانہ بنایا۔۔ کافی دیر وہ دونوں باتوں میں مشغول رہیں۔۔ کہ گل کا سیل رنگ ہوا۔۔ یس کرتے وہ کان سے لگا چکی تھی۔۔

ہیلو اسلام و علیکم؟

و سلام !

کیسی ہو انکل کی طبعیت کیسی ہے؟

الحمد اللہ اب بہتر ہے۔۔ اچھا یار آج میں آ رہی ہوں تو تم فری ہو تو پک کر لینا پلیز وانی سے کہا ہے لیکن اس کی آج ایکسٹرا ٹائمنگ ہو جائے گی۔۔

ہاں کوئی بات نہیں چلو تھینکس اللہ حافظ ۔ !

فی امان اللہ

یار نمرہ میں نکلتی ہوں اپنے بھی ایک کام جانا ہے اور شیریں کو بھی پک کرنا ہے ۔۔ گل نے بل منگواتے عجلت میں اُسے کہا ۔۔۔

ہاں چلو ٹھیک ہے۔۔ بل میں پے کر دیتی ہوں ۔۔ نمرہ نے اس سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔ نہیں یار اٹس اوکے میں کر دیتی ہوں۔۔۔ گل نے اپنا کارڈ نکالا اور ویٹر کی طرف بڑھایا۔۔۔ سوری میم یہ نہیں چل رہا۔۔ ویٹر نے کارڈ واپس گل کو پکڑایا۔۔

ماہم گل پر تو حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔۔ اچھا۔۔ا ۔۔ آپ یہ ٹرائے کریں۔۔۔ گل نے شرمندہ ہوتے دوسرا کارڈ ویٹر کو پکڑایا۔۔۔

اٹس اوکے گل یار میں پے کر دیتی ہوں۔۔ نمرہ نے اس کا لال ہوتا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا ۔۔

میم یہ بھی نہیں چل رہا۔۔۔ ویٹر نے کارڈ واپس گل کو پکڑایا۔۔ نمرہ نے بل پے کیا اور گل کو ریلیکس کرتے اللہ حافظ کیے چلی گئی۔۔ گل ابھی تک وہی اٹکی ہوئی تھی۔۔ گل نے بینک کال کر کے پتا کروایا۔۔

اسلام و علیکم سر۔۔ وسلام میم ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔۔

مجھے اپنے کارڈز چیک کروانے تھے پلیز آپ بتا سکتے ہیں۔۔ پن بتاتے گل نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی

ناکام کوشش کی۔۔

شیور میم پلیز ویٹ۔۔۔

میم آپ کے دونوں کارڈز بلاک ہیں۔۔۔ اوہ۔۔ اوکے تھینکیو۔۔ کال ڈسکنیکٹ کرتے غصے سے لال چہرہ لیے وہ باہر کی جانب بڑھی ۔۔ اب گل کا کہیں اور جانے کا ارادہ تھا۔۔۔
اس وقت وہ گھر کے سامنے کھڑی تھی۔۔ اس قدر غصے میں تھی کہ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے لال ہو رہا تھا۔۔ اندر انٹر ہوتے بنا ناک کیے وہ نانو جان کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ جو اس وقت روم میں بیٹھی کپڑوں کو تہہ لگا رہی تھی۔۔

لاؤنج میں بیٹھے تمام نفوس کو سرے سے اگنور کرتے سیدھا وہ نانو جان کے سر پہ کھڑی تھی۔۔ لاؤنج میں بیٹھے تمام کزنز اور گل کے ماموں سب ششدر تھے۔۔ جس آندھی طوفان کی طرح وہ آئی تھی۔۔ آپ نے میرے کارڈز

بلاک کیوں کروائے ؟؟ ان کے سر پر کھڑے بمشکل خود پر ضبط کیے وہ ان سے مخاطب تھی ۔۔ نہ سلام دعا نہ حال چال ۔۔ یہ تربیت کی ہے گل میں نے تمہاری ۔۔ ؟

آپ ہر بات پہ تربیت کو کیوں بیچ میں لے آتی ہیں ۔۔ ؟ گل نے سرخ چہرہ لیے کہا جو ہلکے دھیمے لہجے میں بھی اس کے غصے کو اور ہوا دے رہی تھیں ۔۔۔

صحیح کہتا ہے تمہارا باپ بہت خود غرض ہو تم اب بھی پیسوں کے لیے آئی ہو ؟ ۔۔ نانو جان نے سخت تاثرات سے کہا ۔۔ اوہ ۔۔ تو اب سمجھی وہی ہیں جنہوں نے آپ کو میرے خلاف بھڑکایا ۔۔۔ گل نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا ۔۔ مجھے صرف اک سوال کا جواب چاہیے آپ نے میرے کارڈز کیوں بلاک کروائے ۔۔۔

جب تم نے ہمارے فیصلوں کو فوقیت نہیں دینی اپنی من مانی کرنی ہے تو گل ہم سے بھی کوئی امید مت رکھنا ۔۔ گھر میں نکاح کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں ۔۔ اگر تم نے انکار کیا تو آج کے بعد اس گھر کے کسی بھی فرد سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہوگا ۔۔ اور یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو ۔۔

NOVEL HUT

لیکن تب تک آپ میرے کارڈز بلاک نہیں کر سکتی مجھے ضرورت ہے۔۔ گل نے ہار مانتے ہوئے کہا۔۔ نکاح کے بعد واپس مل جائیں گے تمہیں۔۔

آخر آپ اپنا فیصلہ کیوں مجھ پر تھوپ رہی ہیں؟ گل نے تنگ آتے کہا۔۔

اسی میں تمہاری بھلائی ہے ماں باپ جو فیصلہ کرتے ہیں سوچ سمجھ کر کرتے ہیں ہم سب نے اگر یہ فیصلہ لیا ہے تو تمہاری بھلائی ہی ہوگی ناں اس میں لیکن تم بچپنا دکھا رہی ہو اب میچور ہو جاؤ۔۔ رونے دھونے سے زم. رونے دھونے سے زندگی نہیں چلتی۔۔ نانو جان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

بعض اوقات ماں باپ کے فیصلے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں. آپ نے مجھے ہر طرف سے مجبور کر دیا ہے نانو۔۔۔ آنکھوں میں نمی لیے وہ جس طوفاں کی طرح آئی تھی اسی طرح اپنے ساتھ طوفاں لیے واپس چل دی۔۔

Monday, 2:04

اس وقت وہ سڑک کنارے فوٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔۔ رونے کی شدت سے اُس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔۔ وہ ایسی ہی تھی زرا سا بھی رو لیتی تو آنکھیں چیخ چیخ کر اپنی گستاخی کا بتا دیتی تھی۔۔

فلحال گل کی پوزیشن اتنی سٹرانگ نہی تھی کہ بنا پیسوں کے گزارہ کر لتی۔۔ جتنی پے گل کی خود کی تھی وہ کم تھی اُسے فلحال ضرورت تھی ان کے سہارے کی آپریٹ کے لیے اور انویسٹ منٹ کے لیے بھی۔۔ اس لیے اس وقت وہ مجبور ہو چکی تھی۔۔ پیچھے چھ دن تھے اور وہ اپنی زندگی کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دے سکتی تھی۔۔ فرحان سے شادی مطلب زندہ لاش بن کے زندگی گزارنا۔۔ اور وہ جیتے جی اپنی روح کا قتل نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ نکاح تو کسی صورت نہ کرے فرحان سے ۔۔ اور اگر چھ دن کے بعد نکاح نہ بھی ہوا تو گل کے لیے مزید مشکلات کھڑی ہو سکتی تھی۔۔ ہاسٹل کی فی اور باقی اخراجات بھی کارڈ میں موجود رقم سے ہو جاتے تھے جو نانو جان اس کے کارڈز میں ڈلواتی تھی ۔۔ اس لیے آگے اکیلے بھی اُس کے لیے گزارہ کرنا مشکل تھا۔۔ اگر وہ پارٹ ٹائم بھی جاب کرے تو گزارہ مشکل تھا۔۔

نم آنکھیں لال چہرہ آدھے سر کا درد لیے اُس کے قدم اماں بی کے گھر کی طرف چل پڑے ایک وہی تھی جو اسے سمجھاتی تھی۔۔

" جب ہم آدھے ادھورے چھوڑ دیے جاتے ہیں تب شروع ہوتا ہے آدھے سر کا درد۔۔ اور یکھ پھر یہ آدھے سر کا درد دیکھتے دیکھتے ہمیں آدھا کر دیتا ہے۔۔۔ ! !

انہیں سوچوں میں محو جانے کب وہ اماں بی کے گھر پہنچ چکی تھی۔۔ لکڑی کا دروازہ کھٹکاتے ہوئے وہ سامنے کھڑی ہو گئی۔۔ دروازہ کھولنے پر ایک سیاہ لمبی چادر لیے ایک عورت آئی جس کی آنکھوں میں گل کو دیکھتے خوشی واضح تھی۔۔

***

اماں بی گل کو سمجھاتی رہی ۔۔ سنتے سنتے وہ تھک چکی تھی آنکھیں موندے وہ وہی سو گئی۔۔ اماں بی نے اس کے اوپر کمبل اوڑھایا اور کام میں مصروف ہو گئیں۔۔

رات کے پہر آنکھ کُھلی۔۔ آنکھوں کو چیرتی روشنی آنکھوں میں پڑی اُس نے آنکھیں کھولی بند کی دماغ پر زور ڈالا۔۔ سر میں ہلکی ہلکی درد کی ٹھیسیں اُٹھ رہی تھی۔۔ آنکھیں کھولے وہ آسمان پر ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔۔ برانڈے میں چارپائی پر پڑے وہ سوچوں کے جہاں میں بہت دور نکل آئی تھی ۔۔ اتنی دور کے اب واپسی مشکل تھی۔۔ سوچیں انسان کو تکلیف دیتی ہیں ذہنی بیمار کر دیتی ہیں لیکن اگر آپ (positive think) کریں تو کچھ لوگ سوچنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔۔ عام لفظوں میں دنیا کی سختیوں سے بچنے کے لیے آپ سوچتے ہیں جو آپ کے. جو آپ کے مطابق ہوتا ہے جسے نہ تو کوئی کر نہ تو کوئی روک سکتا ہے اور نہ کوئی آپ کو ٹوک سکتا ہے وہ آپ کا جہاں ہوتا ہے

۔۔ سوچوں کا جہاں۔۔ خوابوں کا جہاں۔۔ جہاں پر سب ٹھیک ہوتا ہے ایک خوشحال زندگی جس کا تصور آپ حقیقی زندگی میں تو کرتے ہیں مگر وہ آپ کو یسر نہیں ہوتی ۔۔۔

آواز کے شور سے وہ تصوراتی دنیا سے نکل کر حقیقی دنیا میں لوٹی تھی۔۔ اماں بی کی آواز پر وہ اٹھ بیٹھی ۔۔۔ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہلکی ہلکی ہوا اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔۔ موسم میں خنکی بڑھتی جارہی تھی۔۔ آسمان میں موجود چاند ند کو تکتے وہ اماں بی سے بولی۔۔۔ چاند کی طرح ہونا چاہیئے نہ انسان کو۔۔ سب سے الگ سب سے دور۔۔ اور پھر بھی ایک خوبصورتی لیے چمک لیے۔۔ جیسے اپنوں کے جانے کا دُکھ نہ ہو۔۔ اپنوں کے جانے کا دُکھ صرف تب ہوتا ہے جب وہ اپنے ہوں۔۔

NOVEL HUT

دوسروں کے لیے روتے نہیں ہیں۔۔ اماں بی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

کیا سوچا ہے تم نے پھر؟ اماں بی نے اس کا دھیان اپنی جانب کرواتے پوچھا جو نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔۔ کیا سوچنا ہے اماں بی کچھ ، اماں کی کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں ۔ باکروں ۔۔ میرے اپنوں نے مجھے اتنا ذہنی مریض کر دیا ہے کے کسی سے کیا

شکوہ ---

آخر پتا نہیں انہیں کیا ملتا ہے اولاد پر اپنے فیصلے تھوپ کر۔۔کہتے ہیں میری بھلائی کے لیے کر رہے ہیں ۔۔ ایسی بھلائی کا کیا فائدہ جو آپ کو ذہنی مریض بنا دے۔۔۔ ماہم گل نے سرد تاثرات سے کہا آنکھوں میں نمی جھلک رہی تھی۔۔ اپنی حالت دیکھی ہے صدیوں کی بیمار لگ رہی ہو کیا حال بنایا ہوا تم نے بچے۔۔۔ اتنا مت سوچا کرو ۔۔یہ

سوچنا تمہیں ختم کردے گا گل۔۔ اماں بی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

میں واقع ختم ہو رہی ہوں اماں بی۔۔ آواز اتنی ہی تھی کہ بمشکل وہ خود سُن پاتی۔۔۔ گھر والوں کی رضا پہ راضی ہو جاؤ۔۔ شاید انہوں نے کچھ سوچ کر فیصلہ کیا ہو تمہارے لیے۔۔

NOVEL HUT

اماں بی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔ میں فرحان سے نکاح کروں ۔۔ نانو اور سب کو اچھی طرح پتا ہے کہ فائزہ (چھوٹے ماموں کی بیٹی) اور فرحان ایک دوسرے کے لیے امپورٹنس رکھتے ہیں اور۔ اگر فرحان بھائی نہ بھی کرے فائزہ جتنا فرحان کے عشق میں ڈوبی ہے سب ہی اچھے سے جانتے ہیں۔۔ اور پھر میں کیوں کسی کی محبت پر ڈاکے

ڈالوں اور فالتو کی دشمنیاں پالتی پھروں۔۔۔

تو پھر اب تم کیا کرو گی؟ اماں بی نے اسے تکتے ہوئے پوچھا۔۔ مجبور ہوں سمجھ نہیں آرہا آپ بتائے نہ اگر انکیس میں نکاح نہ بھی کروں تو سب سے پہلے میں نانوجان کو کھونا نہیں چاہتی ایک وہی رشتہ تو ہے میرے پاس۔۔ اور دوسرا میرے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ اُن کہ بغیر گزارا کروں۔۔ آپ بتائیں نہ کیا۔ کروں۔۔۔

اگر مجھے ماں سمجھتی ہو تو تمہیں اچھا مشورہ دوں گی بیٹا تمہاری بہتری کے لیے ہی کہوں گی۔۔ کیا ؟

NOVEL HUT

حسن شاہ سے نکاح کر لو۔۔۔ !

اماں بی نے اس کے تاثرات پر غور کرتے کہا۔۔

ک۔۔۔۔سس یے۔۔۔؟ اماں بی نہیں۔۔ مطلب ۔۔ گل کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔ اُسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔ اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ خوش ہو یا روئے۔۔۔ نہیں ؟ مطلب کیا گل میں نے تمہارے لیے

وہی سوچا جو ہر ماں اپنی اولاد کے لیے سوچتی ہے مجھے تمہارے لیے یہی بہتر لگا۔۔

اما بی میں اُس سے نکاح نہیں کر سکتی ۔۔۔ گل کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔۔ اُس کی آواز کانپ رہی تھی۔۔ کیوں ؟ گل وہ تمہیں پسند کرتا ہے ہر وقت تمہاری مدد کرنے کے لیے تیار رہتا ہے ۔۔ جب جب تمہیں سہارے کی ضرورت پیش آئی ہے اُس نے تمہاری مدد کی۔۔ اُس کی دل کے جذبات سے میں واقف ہوں وہ اظہار نہ بھی کرے تو۔۔۔ اور تم بھی تو یہی چاہتی ہو۔ ۔۔ گل نے حیراں ہو کے دیکھا تھا اماں بی کو ۔۔ آپ کو ۔۔ ک۔ کیسے ۔۔؟ اماں بی نے اسکی بات کاٹتے کہا ۔۔ یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے میں نے ۔۔۔ نہیں اماں بی ایسا نہیں ہے میں اُسے پسند نہیں کرتی نہیں ۔۔ نہی ۔۔ ایسا نہیں ہے ۔۔۔ گل کو برا لگ رہا تھا ۔۔ وہ جزباتی ہو رہی تھی ۔۔۔ شاید اپنی چوری پکڑی جانے پر ۔۔ آنسو اس کی آنکھوں سے مسلسل نکل رہے تھے ۔۔ تم مان کیوں نہیں لیتی تم اُس سے محبت کرتی ہو ۔۔ اماں بی نے اسے تکتے نرم لہجے میں کہا ۔۔ نہیں ۔۔ نہیں ۔۔۔ میں اُس سے محبت نہیں کرتی ۔ مجھے اُس سے محبت نہیں ہے اماں بی ۔۔ میں اُس سے نکاح نہیں کروں گی ۔۔ جزباتوں کا گلا گھونٹ کر دیکھا جائے تو محبت تو جانور سے بھی ہو سکتی ہے تو کیا اُس سے شادی کرلی جائے ۔۔؟

وہ پاگل ہو رہی تھی شاید۔۔۔ سرد رات میں بھی اُسے پسینے آرہے تھے۔۔
اُس نے ایک لفظ مزید نہیں سنا اور قدم اُٹھائے۔

وہ گھر سے نکل چکی تھی ۔۔ اُس کی برداشت جواب دے رہی تھی۔۔۔

سنسان سڑک پر وہ تن تنہا چل رہی تھی۔۔ دماغ سن ہو چکا تھا ۔۔ وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ پاگل ہو رہی تھی ۔۔ نوچ رہی تھی خود کو۔۔ آخر کیوں میرے ساتھ ہی کیوں ہمیشہ۔۔۔ کیوں ۔۔ وہ دھاڑے مار مار کے رو رہی تھی۔۔۔ گھٹنوں کے بل بیٹھے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ آج اُس کے لیے کوئی نہیں آنے والا تھا۔۔ نہ حسن شاہ۔۔ نہ کوئی اور۔۔ آج وہ خود حسن شاہ کو ٹھکرا کر آرہی تھی۔۔ آخر کیوں وہ اُس کی زندگی برباد کرتی۔۔ اُس کی زندگی کا تو پتا نہیں تھا آج ختم ہو جائے یا کل۔۔ اگر حسن شاہ کو پتا چل جاتا کہ اُسے ٹیومر ہے تو وہ کبھی اسے پسند نہ کرتا کبھی اس سے شادی نہ کرتا۔۔ آخر وہ ایک نفسیاتی مریضہ سے نکاح کیوں کرتا۔۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کی حقیقت جانے اس لیے وہ انکار کر آئی تھی اپنی زندگی کو انکار۔۔ یہ سوچ ہی اُسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی ۔۔ وہ اُن آنکھوں میں اپنے لیے ناپسندیدگی نہیں دیکھنا چاہتی تھی جن آنکھوں میں اُس نے ہمیشہ عزت دیکھی تھی۔۔۔ گھٹنوں کے بل جھکے وہ شدت سے رو دی تھی۔۔ آج وہ چپ نہیں رہنا چاہتی تھی اپنے اندر کا سارا غبار نکال دینا چاہتی تھی تاکہ جب وہ یہاں سے اُٹھے تو ایک نئی گل بن کے اُٹھے ۔۔

روتے روتے اُس کی آنکھیں حد درجہ سرخ ہو چکی تھی۔۔ سر میں درد کی ٹھیسیں اُٹھ رہی تھیں آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔۔ وہ اُٹھی سڑک کے کنارے چلنے لگ گئی۔۔ معلوم نہیں تھا منزل کیا ہے۔۔ لیکن وہ بس چلے جارہی تھی۔۔ وہ رکنا نہیں چاہتی تھی۔۔ پیچھے مڑنا نہیں چاہتی تھی اگر اب گل نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اپنے فیصلے کی پابند نہیں رہ پائے گی۔۔ وہ چلے جا رہی تھی۔۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔ وہ زمیں بوس ہو چکی تھی۔۔ گرنے سے پہلے اُس نے کسی شخص کا سایہ دیکھا تھا۔۔۔

***ایک وقت آتا ہے زندگی میں جب لگتا ہے کہ کوئی اپنا نہیں کوئی آپ سے محبت نہیں کرتا کچھ لوگ اس دنیا میں آتے ہی بے کار ہیں صرف دنیا کی ٹھوکریں کھانے کے لیے۔۔ ہر کوئی اپنی زندگی میں تنگ ہے کسی کے لیے مسلہ ماں باپ ہیں۔۔ کسی کے لیے محبت۔۔ کسی کے لیے ناکامی۔۔ ہم وہ لوگ ہیں جو چھوٹے چھوٹے مسائل پر ہار مان لیتے ہیں۔۔ روتے ہیں خود سے نفرت کرتے ہیں کہ مجھ سے نہیں ہو پائے گا میں اس قابل نہیں ہوں۔۔ لیکن ہم لوگ بھول جاتے ہیں۔۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے ناں؟ وہ تو ہمیں کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجے گا۔۔ پھر ہم اللہ کے سامنے کیوں نہیں روتے لوگوں کے سامنے کیوں روتے ہیں۔۔ کسی مکتوب کے خط میں لکھا تھا۔ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔۔ اللہ کی نظر میں

پوری دنیا ہے تو کیا اللہ اپنے چھ فٹ کے بندے کو فراموش کردے گا۔؟ کبھ نہیں۔۔ اپنے مسائل کو اپنی ناکامی کو لوگوں کے سامنے

پیش کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ کے سامنے بیاں کردو۔۔۔

گل بھی اسی سٹیج پر تھی ۔۔ خود کے نفرت کرنے والی جب آپ کی اپنی نظر میں اپنے لیے محبت نہیں ہو گی تو کوئی آپ سے محبت کیوں کرے گا۔۔ خود سے نفرت کرنے کے بجائے خود کو اہمیت دیں ۔ جب تک آپ خود کو اہمیت نہیں دیں گے کوئی آپ کو اہمیت نہیں دے گا۔ ہم اپنے کردار کو جان بوجھ کر ایسا بنا لیتے ہیں کہ لوگ آپ کو کمزور سمجھ کر آپ کو استعمال کرتے ہیں ۔۔ اور پھر ہم روتے ہیں۔۔ محبت کی بھیک مانگتے ہیں۔۔ خود سے محبت کریں لوگوں سے محبت کی بھیک نہیں مانگنی پڑے گی۔۔

صبح کا سورج چاروں سو اپنی ٹھنڈی روشنی پھیلائے ہوئے تھا ۔۔۔جنوری کی سرد صبح اور سورج کی ہلکی ہلکی گرماہٹ ایک الگ ماحول پیش کر رہی تھی۔۔ اسلام آباد کی خوبصورت سڑکوں پر گاڑیوں کا رش تھا۔۔ ہر کوئی زندگی کے مسائل میں مصروف تھا۔۔ کوئ خوش تھا۔۔ تو کسی پر قیامت گزر رہی تھی۔۔ بعض اوقات ہم بڑے فلسفانہ انداز میں کسی سے پوچھ رہے ہوتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔۔ لیکن پاس بیٹھے کسی شخص پر گزر رہی ہوتی ہے۔۔

وقت پر لگائے گزر رہا تھا۔۔ ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑے آنکھیں موندے وہ سکون کے تلاش میں تھی ۔۔ جو شاید قبر میں ہی نصیب ہونا تھا۔۔ دماغ میں کچھ کلک ہوتے اس نے یکدم آنکھیں کھولی ۔۔ کچھ یاد آنے پر اسکی آنکھیں پھر سے سرخ ہو گئی۔۔ آنکھوں میں نمی آچکی تھی۔۔ ہاتھ سے ڈرپ اتارتے وہ بیڈ سے اُٹھ چکی تھی ۔۔ فلحال اُس کے لیے یہ سوال ضروری نہ تھے کہ وہ یہاں کیسے پہنچی۔۔ شاید وہ اس کا جواب جانتی بھی تھی لیکن وہ اس وقت یہ سب اسکے لیے اہمیت نہیں رکھتا تھا۔۔بیڈ سے اُٹھتے وہ ڈور کر طرف بڑھ رہی تھی کہ دیوار پر لگے (Mirror) پر اُسکی نظر پڑی۔۔ وہ وہیں رک گئی۔۔ گل کے قدم ساکت ہو چکے تھے۔۔ شیشے میں خود کو دیکھتے اسے خود سے نفرت محسوس ہوئی ۔۔ آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے پڑے تھے۔۔ رونے کی شدت سے اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھی۔۔ ہونٹ خشک ۔۔ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھیں.

NOVEL HUT

پاس پڑے کانچ کے گلاس کو شدت سے اُٹھایا اور پوری قوت سے شیشے پر دے مارا۔۔ شیشا گر کر ٹوٹ چکا تھا۔۔ اُس کے ارمانوں کی طرح۔۔ شور کی آواز سے دروازہ کھلا ۔۔ پاگل ہو گئیں ہیں آپ؟؟؟ لگا تو نہیں کانچ ۔۔ کانچ لگ جائے گا پلیز آپ بیڈ پر بیٹھ جائیں ۔۔ حسن شاہ نے اسکی فکر کرتے ہوئے کہا۔۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے وہ کانچ اٹھانے لگ گیا۔۔ کہ کہیں دوبارہ اسے لگ نہ جائے۔۔ سی ۔۔ آہ۔۔ کانچ اٹھاتے اک چھوٹا سا ٹکڑا اس کے ہاتھ پر لگا تھا۔۔ دیہان سے ۔۔ حسن نے آنکھ اٹھا کر اُسے دیکھا اور نظریں

جھکانا بھول گیا۔۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے فکرمندی دیکھے اسے سکوں ملا تھا۔۔ مسکراتے نظریں جھکا گیا۔۔ ہاتھ میں موجود درد بھی اب محسوس نہیں ہو رہی تھی

گل کی آنکھوں کے سامنے وہی کل رات والے منظر دھرا رہے تھے۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ حسن اس کے بارے میں غلط سمجھے۔۔۔

مجھے جانا ہے ۔۔ گل نے اُٹھتے ہوئے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔۔ وہ حسن شاہ سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔۔یہی سوچ سوچ کہ ۔ ۔ جب اُسے پتا چلے گا کہ وہ انکار کر آئی ہے تو وہ کیا سوچے گا۔۔ "عورت کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ شے اپنے پسندیدہ مرد کی آنکھوں میں اپنے لیے ناپسندیدگی دیکھنا ہوتا ہے۔۔ وہ آنکھیں جن میں ہمیشہ عورت کے لیے عزت کا مقام ہو چاہے کوئی بھی ہو وہ عزت کی نگاہ میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھ سکتی۔۔ عورت ہر وہ کام کرتی ہے جس سے اس کا پسندیدہ مرد اس کے بارے میں غلط خیالات تصور نہ کرے ۔۔ وہ اس کا دل جیتنے کی ہر آخری کوشش کرتی ہے مگر بعض دفعہ ایسا وقت آتا ہے کہ آپ تکلیفوں کے

اتنے مارے ہوتے ہیں پھر آپ کو فرق نہیں پڑتا کہ کوئی آپ کے بارے میں کیا سوچتا ہے"۔۔

کہاں جانا ہے لیڈی ڈیانہ ؟ حسن نے طنزیہ مسکراہٹ سے اس سے کہا۔۔ آخر کو حیران ہی تو ہو گیا تھا وہ اس

لڑکی کی الٹی حرکتوں پہ۔۔

کام پر۔۔ گل نے ہنوز نظریں جھکائے جواب دیا۔۔

کام پر۔۔؟ میڈم آپ کی حالت ہے کام پر جانے کی۔۔؟ تمہیں اپنی فکر بھی ہے یا نہیں خود کا حال دیکھا ہے کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے اپنا گل۔۔؟ حسن کے لہجے میں واقع اس کے لیے فکر مندی تھی۔۔

NOVEL HUT

تم میری اتنی فکر کیوں کرتے ہو۔۔ جب تمہیں پتا چلے گا تم بھی نفرت کرو گے مجھ سے جیسے سب کرتے ہیں میرا باپ میری ماں۔۔ نانو جان تم بھی ۔۔ ان سب کی طرح نفرت کرو گے ناں مجھ سے۔۔ گل نے چہرہ

اُٹھائے آنسوؤں سے تر چہرے سے جذباتی لہجے میں اس سے کہا۔۔

اک پل کو تو وہ لاجواب ہو گیا تھا آخر کیا جواب دے۔۔

حسن شاہ ماہم گل سے کبھی نفرت نہیں کر سکتا گل ۔۔۔

یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو۔۔ اور ہم دوست ہیں اس لحاظ سے دوست ایک دوسرے کے کام نہیں آئیں گے تو کون آئے گا ؟ اُس نے بات کور کرتے ہوئے کہا۔۔

سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔ حسن نے گل کو ہاسٹل اتارا تھا اور اسے میڈیسنز پکڑاتے ٹائم پر لینے اور ریسٹ کرنے کی تنقید کرتے چلا گیا۔۔ گل گیٹ پر کھڑے اس کو جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے نا ان لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھنا جو آپ کے دل کے قریب ہوں۔۔ جیسے خوبصورت پھولوں کے مُرجھا جانے کا دکھ ۔۔ رونق سے بھری جگہ پر رونقیں ختم ہو جانے کے بعد ویرانی کا دکھ ۔۔ ہر چیز جو دل کو خالی محسوس کروائے اس سے کنارہ کر لینا چاہیئے ۔۔ کنارہ کر لینے میں ہی عافیت ہے۔۔ عافیت کے دس حصے ہیں ۔۔نو حصے خاموشی۔۔ اور ایک حصہ لوگوں سے کنارہ کش رہنا ہے۔۔۔ میڈیسنز ہاتھ میں پکڑے تمام معاملات اللہ کے سپرد کیے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ "

ویرحلون ونبقی !

"They leave and we stay"

از قلم : ارم شہزاد

روم میں انٹر ہوئ ہوئ تو سامنے وانی اور شیریں کو کھڑے پایا۔۔ تبھی گل کو یاد آیا کہ اس نے تو شیریں کو پک کرنے جانا تھا۔۔ اپنے دکھوں میں وہ دوسروں کو بھول جاتی تھی۔۔ کتنی کمزور ہو گی ہو گل ۔۔ تم نے چیک اپ کروایا تھا اپنا۔۔؟ شیریں اسے دیکھ کر واقع

پریشاں ہو گئ تھی۔۔

ہاں۔۔

کیا آیا رپورٹس میں۔۔

ابھی تک رپورٹس نہیں آئیں ۔۔ گل نے جھوٹ بولا تھا۔۔ اچھا ۔۔۔ دراصل میں خود بہت بزی تھی کل ہاسپٹل جا کر تمہاری رپورٹس کا پتا کروں گی۔۔

شیریں نے اس سے کہا۔۔

ہاں اور تم بتاؤ انکل کی طبعیت کیسی ہے اب۔۔ کافی دیر باتوں میں مصروف رہیں وہ تینوں ۔۔۔ پھر گل آرام کی نیت سے اُٹھی میڈیسن لی کچھ ایکسٹرا سلیپنگ پلز لیتے وہ سو چکی تھی ۔۔۔ شاید وہ کچھ پل سکوں چاہتی تھی۔۔

پارک میں بنچ پر بیٹھے طلوع ہوتے سورج کو دیکھتے ناجانے وہ کونسی سوچوں میں غرق تھی۔۔ آسمان پر اڑتے کبوتروں کا جھنڈ۔۔ ہلکی ہلکی خنکی موسم کو کافی سوگوار بنا رہی تھی۔۔ سورج کی مدھم کرنوں پر نظریں مرکوز کیے اپنی زندگی نظر ثانی کر رہی تھی۔۔ گل نے سوچ لیا تھا اپنے فیصلے پر اُس کی خودکی زات راضی نہ تھی۔۔ مگر وہ خود سے جڑے لوگوں کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔ حسن شاہ سے نکاح اس کی مرضی تھی ۔۔ اس کا دل اس فیصلے پر متفق نہیں لیکن اُس نے اپنا۔ دل مار دیا تھا۔۔ بعض اوقات ہمارا دل تکلیفوں کا اتنا مارا ہوتا ہے کہ ہم احساس لوگ دوسروں کو تکلیف نہیں دے سکتے کیوں کہ ہم اُس درد کو پہچانتے ہیں۔۔

احساس لوگوں کا دل احساسات کا مارا ہوتا ہے ایک چھوٹی سی بات بھی صدیوں نہیں بھولتی۔۔ وقت گزر جاتا ہے ۔۔ رشتے بدل جاتے ہیں مگر ہم اپنے اُسی فیز سے نہیں نکل

پاتے۔۔

**

*

سر پر حجاب کو ٹھیک کرتے اُٹھ بیٹھی تھی وہ ۔۔ اپنے جزبات احساسات کو مارتے وہ پھر سے اُٹھ کھڑی تھی دوسروں کے فیصلوں کو فوقیت دینے کے لیے۔۔۔

NOVEL HUT

نانوجان کے گھر کے سامنے کھڑے سرد تاثرات لیے وہ اندر کی جانب بڑھی

قدم پہ قدم اٹھاتے اپنے دل پر پتھر رکھے اندر کی جانب بڑھی ۔۔ گیٹ عبور کرتے وہ لاؤنج میں داخل ہوئی ۔۔ کسی کو نا پا کر گل کو کافی حیرانگی ہوئی۔۔ نانو جان کے کمرے سے ہنسنے کی آوازیں سنائی دی۔۔ گل کو اچھنبہ ہوا۔۔ کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھے دروازہ کھولتے اندر کی جانب بڑھی اندر کا ماحول کچھ اور ہی منظر کھینچ رہا رہا تھا۔۔ سب کزنز نانو جان کے پاس بیٹھے باتوں میں مشغول تھے اک رونق تھی۔۔ کسی کی کمی نہیں

تھی منظرِ محفل میں۔۔ ماہم گل کی بھی نہیں۔۔۔ اک تکلیف اٹھی تھی دل میں جسے نظر انداز کرتے اس نے نانو جان کو مخاطب کیا۔۔

از قلم : ارم شہزاد

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ نانو جان کے اشارے پر سب کمرے سے نکل گئے۔۔ بیٹھو۔۔ ! کیا بات ہے؟ وہی اکھڑا لہجہ ۔۔۔ مجھے ۔۔۔ کوئی ۔۔۔ اعتراض ۔۔ نہیں ۔۔۔

آواز لڑکھڑا رہی تھی۔ لفظ صحیح سے ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔۔ اس کا دل چیخ چیخ کر اس فیصلے سے انکاری تھا۔۔ لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔

NOVEL HUT

بہت مشکل ہوتا ہے وہ لمحہ جب آپ کسی سے محبت تو کرتے ہیں مگر اُس کا اعتراف نہیں کر پاتے۔۔ کیوں کہ آپ کو ڈر ہوتا ہے کہ کہیں وہ شخص آپ کو چھوڑ نہ دے۔۔ کہیں آپ دنیا کے رونقوں میں تنہا نہ رہ جائیں۔۔۔ سچ کہہ رہی ہو ؟ نانو جان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔

از قلم : ارم شہزاد

انہوں نے اُٹھ کر اسے سینے سے لگایا۔۔ خوشی اُن کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔۔۔پتہ ہے گل مجھے پتہ تھا میری گل کبھی میرا مان نہیں توڑے گی۔۔ میں نے تمہاری بہتری کے لیے ہی یہ

فیصلہ کیا تھا۔۔

نانو جان کے سینے سے لگے وہ خاموش آنسو بہا رہی تھی۔۔ اُس کا دل پھٹ رہا تھا۔۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتی ہوں اور سب کو یہ خوشخبری بھی سنا آؤں۔۔ نانو جان خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔۔

NOVEL HUT

بعض اوقات زندگی میں ایسے لمحات تو آتے ہیں جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں اور ہم دوسروں کے سہارے کے لیے تڑپ رہے ہوتے ہیں کہ کوئی آئے ہماری سُنے۔۔ کوئی آئے۔۔ آکر بس خاموش نگاہوں سے ہمیں سینے سے لگالے اور کہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ہم ہمیشہ اکیلے نہیں رہ سکتے۔۔ ہم بڑے فلسفانہ انداز میں کہتے ہیں کہ مجھے کسی کہ سہارے کی ضرورت نہیں۔۔ لیکن ہمارا دل بچوں کی طرح تڑپ رہا ہوتا ہے کہیں نہ کہیں۔۔

ہمیں ایک دفعہ ہی سہی کسی کے سہارے کی ضرورت پڑی ہے زندگی میں۔۔

آہستہ آہستہ گھر مہمانوں کی خوش گپیوں سے بھر چکا تھا۔۔ رونق لگ چکی تھی۔۔ سب خوش تھے کہ گل مان چکی ہے۔۔ کوئی گل سے تو پوچھتا کہ اُسکا دل راضی ہے۔۔؟

گھر میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی تھی۔۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔۔ گل اب تم یہیں رہو گی جب تک نکاح نہیں ہو جاتا۔۔ نانو جان نے پیار سے اسے کہا۔۔ نہیں نانو جان پلیز۔۔ یہ میں نہیں کر سکتی۔۔ آپ چاہتی تھی نہ میں ہاں کردوں میں نے کردی پر پلیز جب تک نکاح نہیں ہوتا میں یہاں نہیں رہ پاؤں گی خاص کر خدیجہ بیگم اور اُن کے بچوں کی موجودگی میں۔۔ میں نکاح والے دن آجاؤں گی۔۔

گل وہ تمہاری ماں ہے۔۔

وہ میری ماں نہیں ایک خود غرض عورت ہیں۔۔

نانو جان نے ناں میں سر ہلاتے اسے جانے دیا۔۔ وہ جتنی بھی کوشش کر لیں گل کے دل میں خدیجہ بیگم کے لیے سوفٹ کارنز نہیں پیدا کر سکتی تھی۔۔ کیوں کے جو زیادتیاں اُس کے ساتھ ہوئ تھی وہ خود اس کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔

***

گھر سے نکلے آٹو لیے وہ ہاسٹل آچکی تھی۔۔ چونکہ وانیہ اور شیریں کام پر تھیں اس لیے اسے ان کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔۔ کمرے کی جانب بڑھتے لائٹس آف کرتے گھپ اندھیرے میں وہ بیڈ پر گر چکی تھی۔۔ بہت بڑا بوجھ اُس کے دل پر آگرا تھا۔۔ چکراتے سر کے ساتھ اس نے اُٹھنے کی کوشش کی اپنی پین کلرز ڈھونڈنے کی نیت سے وہ اُٹھی۔۔ لیکن جسم بے جان ہو رہا تھا۔۔ آدھے سر کا درد اس کی جان لے رہا تھا۔۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے کافی دیر ایک ہی پوزیشن میں پڑے وہ آنکھیں موند گئ تھی۔۔۔

اگر عورت کو رونے کے لیے کندھا میسر نہ ہو تو وہ مظبوط بن جاتی ہے۔۔ پھر وہ نہ تو کسی سے اٹریکٹ ہوتی ہے اور نہ ہی اُسے کسی سے فرق پڑتا ہے ۔۔ جب آپ جان لیتے ہیں کہ آپ سب کی کہانی میں وہ پرسن ہیں جس کہ ہونے سے سب ٹھیک ہے۔ اور اگر آپ نہیں ہیں تو بھی کسی کو فرق نہیں پڑتا آپ کے بغیر بھی لوگ زندگی کی رونقوں میں مصروف ہیں تب آپ سنجیدگی کا لبادہ

اوڑ لیتے ہیں اور بہر حال حقیقت کی جانب یہ آپ کا پہلا قدم ہوتا ہے۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ ہم دوسروں کے نزدیک کیا اہمیت رکھتے ہیں کیوں کے اسکے بعد ہم (expectations) نہیں لگائیں گے لوگوں کے ساتھ ۔۔ کیونکہ بعد میں تکلیف ہمیں ہی ہوگی۔۔

***

روم میں بیٹھے سامنے پڑے پھولوں کے گلدان پر نظریں مرکوز کیے وہ گل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ دھڑلے سے دروازہ کھولا اور اندر آتے ہی عمر نے حسن شاہ کو دانت دکھائے۔۔ حسن جانتا تھا کسی اور کی اتنی ہمت نہیں کہ وہ اسکے روم میں بنا ناک کیے آئے سوائے اس کے اکلوتے دوست کے

NOVEL HUT

جو اس وقت ہاتھ میں لیز پکڑے اسے دانت دکھا رہا تھا

۔۔ حسن کے ساتھ جگہ بناتے وہ اس کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔۔ دونوں کی دوستی بچپن سے ہی بہت گہری تھی۔۔ عمر کو کافی تشویش ہوئی اس کے اس طرح آنے پر بھی حسن نے کچھ نہیں کہا۔

اوئے جنازہ کب ہے۔۔ ؟ عمر نے ! لیز کھاتے ایک آبرو اچکاتے اس سے سوال کیا۔۔ کس کا؟ حسن نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیتے پوچھا۔۔

اُسی کا جس کے مرنے پر تو بیوہ عورتوں والی شکل بنا کر بیٹھا ہے۔۔ عمر نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ جھپٹا جیسے کہہ رہا

ہو اس معملے میں کوئی دوستی نہیں۔۔

ڈاکٹر ہے تو ۔۔۔ حسن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

ہاں تو کس نے کہا ڈاکٹر مذاق نہیں کر سکتے۔۔

حرکتیں تیری پھر بھی بچوں والی ہی ہیں۔۔ میں بھی تو بچا ہی ہوں ابھی۔۔

بائیس سال کا بچا۔۔ حسن نے اسے کہتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موند لیں۔۔

کوئی پریشانی ہے کیا۔۔ عمر کو واقع اسکی فکر ہو رہی تھی

نہیں تو۔۔۔

پھر کیوں بیوہ۔۔۔ ابھی وہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسن کی گھوری پر چپ ہو گیا۔۔
نہیں میرا مطلب ہے آپ نے ایسی شکل کیوں بنائی ہے۔۔

ویسے ہی۔۔
اُس لڑکی کو یاد کر رہا ہے ؟ عمر نے اسکے بدلاؤ پر غور کرتے کہا۔۔

NOVELHUT

کونسی لڑکی۔۔ حسن نے ہنوز آنکھیں موندے پوچھا۔۔

کتنی ہی لڑکیاں ہیں تیری زندگی میں۔۔ یار وہی کیا نام تھا اُس کا۔۔ عمر نے یاد کرتے ہوئے کہا۔۔ہاں ماہم ۔۔ اس کو یاد کر رہا ہے ناں۔۔

ہاں ایک لفظی جواب۔۔

محبت ہو گئی ہے نہ تجھے۔۔ عمر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔ شاید۔۔ اسکا تصور ذہن میں آنا ہی کافی تھا کہ خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے

چہرے کا احاطہ کیا۔۔

دکھنے میں کیسی ہے وہ۔ ۔ عمر نے اسکو گھوریوں سے نوازتے ہوئے پوچھا۔۔

معصوم ۔ بلا کی زبان دراز۔ اور خوبصورت ۔۔

اور تجھے کیسی لگتی ہے۔۔

بس محبت۔۔ !

حسن شاہ نے اسے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ یقین مان۔ صحیح مجنوں لگ رہا ہے۔۔

اظہار کرلے جا کر۔۔

اگر اُسنے انکار کر دیا تو۔۔ ایک ڈر تھا خوف تھا حسن شاہ کے چہرے پر جسے عمر نے بھانپ لیا تھا۔۔ وہ جان چکا تھا کہ مسلہ کافی سیریس ہے۔۔
اظہار نہیں کرے گا تو زیادہ تکلیف ہو گی۔۔ ساری زندگی پچھتاوے میں گزر جائے گی۔۔ عمر نے حسن کو سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

ہم۔۔

اُسکی بیماری کا کیا ہوا۔۔؟ عمر نے پوچھا۔۔

بہت کمزور ہو گئی ہے۔۔ کسی کو نہیں بتایا شاید اس نے۔۔ حسن نے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔۔

ہاں شاید چیک اپ بھی نہیں کروایا۔۔ عمر نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔۔ تو بات کرناں اُس سے تو بھی جانتا ہے یہ بیماری معمولی نہیں ہے۔۔ عمر نے

اسے سمجھانا چاہا۔۔ تجھے کیا لگتا میں نے نہیں سوچا اس بارے ۔۔ کس حق سے کہوں اُسے۔۔ اور اگر کہوں بھی تو اس نے ماننا ہی نہیں۔۔ حسن نے مایوس لہجے میں کہا۔۔

ہم ۔۔ چلو نکاح کے بعد کہ دینا۔۔ عمر نے موبائیل آن کرتے اس سے کہا۔۔ ہیں۔۔؟ دماغ میں کچھ کلک ہوتے وہ یکدم اُٹھ چکا تھا بیڈ سے ۔۔ تھینک یو یارا۔۔ مسکراتے ہوئے

عمر سے کہتے موبائیل کی جانب بھاگا اور اسے چارجنگ سے اتارا۔۔ کیا ہو گیا اب تجھے۔۔ عمر نے اسے دیکھتے حیراں ہوتے پوچھا میرے نکاح کی تیاری کر اب بس تو۔۔ حسن نے ٹیکسٹ کیا اور موبائیل بند کرتے اس سے کہا۔۔

NOVEL HUT

اچھا اور وہ کیسے۔۔ عمر نے بھی اسے گھورا۔۔

کل پرپوز کروں گا۔۔ تو نے کہا نہ پرپوز کر لینا چاہئے ۔۔ حسن نے فخر سے کہا۔۔ ہاں ہاں میرے بھائی۔۔ جیسے وہ تو مان جائے گی ناں۔۔ عمر نے اسے طنز کرتے کہا۔۔

مان جائے گی اور اگر نہ مانی تو اماں بی ہیں ناں ان کی کوئی بات نہیں ٹالتی وہ۔۔ حسن نے خوش ہوئے کہا۔۔

کافی دیر دونوں باتوں میں مصروف رہے پھر عمر جا چکا تھا اور حسن بھی کل کا انتظار کرتے خوشی خیالوں کی دنیا میں محو ہو گیا۔۔

اگلا دن کافی خوشگوار تھا۔۔ ہر طرف ہلکی ٹھنڈی ہوائیں تھیں۔۔ بارش کی ہلکی ہلکی پھوار گر رہی تھی۔۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔۔ کسی کے تیز تیز سانس لینے کا آوازیں کمرے میں موجود خاموشی میں اک الگ ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔۔ بمشکل اس کی آنکھیں کھولی تھی۔۔ بخار سے جسم تپ رہا تھا۔۔ ماہم کے جسم سے جان نکل رہی تھی۔۔ کل صبح کی بے حوش گری وہ اگلی صبح کو جاگی تھی۔۔ جسم حرکت نہیں کر پا رہا تھا۔ اس کا ٹیومر بھی شدت اختیار کر رہا تھا۔۔ بمشکل خود ہمت کرتے وہ اُٹھی ۔۔ قدم اٹھاتے واشروم تک پہنچی ۔۔ واش بیسن پر جھکے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔ اس وقت تنہائی میں زندگی سے زیادہ بے رحم کوئی نہیں لگ رہا تھا۔۔

خود کو ہلکا پھلکا کرتے وہ اماں بی کے گھر جانے کے لیے تیار ہو چکی تھی۔۔ جب سے وہ انکار کر کے آئی تھی تب سے وہ انکا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔۔

NOVEL HUT

سر پر حجاب کیے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ باہر نکل چکی تھی سڑک پر کنارے چلتے ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ دنیا جہاں سے بیگانی لگ رہی تھی۔۔دروازہ کھٹکاتے وہ باہر کھڑی تھی۔۔ دروازہ کھلتے وہ اندر داخل ہوئی۔۔ آؤ بیٹھو۔۔ کیسی ہی طبعیت ۔۔؟ اماں بی نے کافی خوش ہوتے پوچھا۔۔ اس کا آنا ہی ان کے لیے کسی خوشی سے کم نہ

تھا۔۔۔ اماں بی کہ اتنے پیار سے کہنے پر وہ اور شرمندہ ہو چکی تھی۔۔

مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔۔ گُل نے ہنوز نظریں جھکائے کہا۔۔

ہاں بولو بچے ۔۔ اماں بی نے پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔۔ میرا کل صبح نکاح ہے۔۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ کہتے اس کی آنکھوں میں نمی کیوں آجاتی تھی۔۔ اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔

تم خوش ہو؟ اماں بی نے سرد تاثرات سے اس سے پوچھا۔۔

اگر دل کے جزباتوں کو مار دیا جائے اور مجبوریوں کو فوقیت دی جائے تو ہاں میں بہت خوش ہوں۔۔ گل نے روتے ہوئے جواب دیا۔۔

دل کو مار کر حالات پر بھروسا کر لینے سے زندگی نہیں گزرتی گل۔۔

مجھے معاف کر دیجیئے گا میں نے آپ کی بات نہیں مانی۔۔ روتے ہوئے وہ اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ تم نے میری نہیں اپنے دل کی نہیں مانی جس کا پچھتاوا تمہیں تا عمر رہے گا۔۔ اماں بی نے سرد تاثرات سے کہا۔۔ میں چلتی ہوں۔۔ دروازے کی جانب قدم بڑھاتے اُس نے کہا۔۔ اگر وہ آیا میرے پاس تو کیا جواب دوں اُسے ؟ اماں بی نے سرد تاثرات سے کہا۔۔ میرے پاس جواب نہیں ہے۔۔ روتے ہوئے وہ دروازہ پار کرتے باہر نکل چکی تھی۔۔ اُس کے نصیب میں رونا ہی تھی شاید۔۔

ہاتھ میں انیس گلاب کے پھولوں کا بوکے پکڑے ۔۔ ڈیشنگ سا تیار ہوئے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا ۔۔ آج وہ اس خوشی میں تھا کہ وہ دنیا فتح کر لے گا۔۔ کوئی حسن شاہ کے چہرے سے نا جدا ہونے والی مسکراہٹ تو دیکھتا ۔۔ تیار ہوئے وہ اس کے ہاسٹل کی جانب گاڑی کا رخ موڑا ۔۔ اسلام علیکم ۔۔ حسن نے سر کو خم کرتے کہا۔۔ وسلام بھائی آپ کون؟ شیریں نے اسے پوچھا۔۔ ارے یہ تو حسن ہے ناں پیچھے سے نمودار ہوتی وانیہ کی آواز آئی۔۔ جی ۔۔ فقط لفظی جواب۔۔ آپ ماہم گل کے ساتھ کام کرتے ہیں ناں۔۔۔؟

جی آپ اُسے بولا دیں۔۔ حسن نے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔ پر کشش لگتے ہیں وہ مرد جو نظریں جھکا کر عورت سے مخاطب ہوتے ہیں۔۔۔

وہ تو ابھی ہاسٹل نہیں ہے ۔۔ شاید مال ہوگی۔۔ وانی نے اسکے ہاتھ میں موجود بوکے کو دیکھتے کہا۔۔ آپ کسی کو پرپوز کرنے جارہے ہیں ۔۔؟ شیریں نے استفسار کرتے ہوئے پوچھا۔۔ جی آپ کی دوست کو۔۔۔ نظریں ہنوز جھکائے مسکراتے ہوئے وہ واپس مڑ گیا۔۔

000

گاڑی ڈرائیو کرتے وہ ابھی اس سوچ میں گم ہی تھا کہ یہ لڑکی کہاں ہوگی۔۔ کہ اچانک نظروں نے اسکی منزل کو آساں کردیا ۔۔

NOVEL HUT

گل کو روتے ہوئے فوٹ پاتھ پر جاتے دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑے۔۔ گاڑی پارک کرتے اُس کے سامنے ہو لیا۔۔

گل بات سنیں۔۔ رُکیں قدم اس کے قدم سے ملاتے اسے رکنے کا کہا۔ سوجی آنکھیں اُٹھا کر اس نے اسکی آنکھوں سے ملائی۔۔ تکلیف اور قرب سے وہ نظریں پھیر گیا تھا۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں تکلیف نہیں دیکھ سکتا

تھا۔۔ گل کو تکلیف ہوئی تھی اسکی نظریں پھیرنے سے۔۔ وہ جان چکا تھا سب گل کو

یہی لگا۔۔

فوقتاً اس کے سامنے گھٹنوں پر جھکے ہوئے اس کے سامنے کرتے کہا " میرے دل پر حکمرانی کریں گی آپ" ؟ آنکھوں میں دنیا جہاں کے جزبات لیے وہ اسکے جواب کا منتظر تھا جو یقیناً ہاں میں ہی ہوگا۔۔ چند ثانیے وہ شاک ہو چکی تھی ۔۔ آنکھیں پھاڑے وہ اسے دیکھ رہی تھی جو بڑی چاہت سے اسے دیکھ رہا تھا گل نے اک لمحہ بھی ضائع کیے بنا اس کے ہاتھ سے بو کے لیتے زمیں پر پٹکا تھا۔۔ ارد گرد لوگ جمع

NOVEL HUT

ہو چکے تھے۔۔

گل کو برا ہی تو لگا تھا کیا تھا وہ جان چکا تھا کہ اس کا نکاح ہے پھر بھی وہ اسے پرپوز کر رہا تھا آخر وہ اسکی زندگی کا مزاق کیوں بنانا چاہتا تھا۔۔

تم جانتے بھی ہو میرا نکاح ہے لیکن پھر بھی سرعام تم میرا تماشہ بنانا چاہتے ہو۔۔ یہ ہے تمہاری محبت ۔۔ ؟؟ روتے اس سے شکوہ کرتے وہ ہجوم میں سے بھاگ گئی تھی ۔۔ بہت آسان ہوتا ہے ناں ان تکلیفوں سے بھاگ جانا جن کا آپ مقابلہ نہیں کر سکتے کیوں کہ آپ بزدل ہوتے ہیں۔۔

لوگوں کا ہجوم اُسے ہمدرد بھری نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔ اُسے پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ ٹوٹ چکا تھا۔۔ اُس کا دل ٹوٹ چکا تھا بالکل اس کے ارمانوں کی طرح آنکھوں میں نمی لیے وہ اُٹھ کھڑا

ہوا۔۔

کون کہتا ہے مرد روتے نہیں۔۔ مرد روتے ہیں اور رو سکتے ہیں۔۔ بھلا کبھی تم نے عشق میں فنا ہوئے مرد کو دیکھا۔ بعض اوقات مرد کے نام پر کچھ نامرد بھی ہوتے ہیں۔۔ ۔۔ جو عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں۔۔ جن کے لیے عورت صرف نسل بڑھانے کے لیے ہی ہے۔۔ اور کچھ تربیت یافتہ ماں کے تربیت یافتہ اولاد۔۔ مرد تو لفظ ہی بڑا خوبصورت ہے۔۔ ایک مرد اور لڑکے --

میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زمیں اور آسماں میں۔۔۔

آنکھوں میں نمی لیے وہ اماں بی کے گھر گیا تھا۔۔ دروازہ کھولنے پر اندر قدم۔ بڑھائے۔۔ اماں بی کے سامنے بیٹھے سرخ آنکھیں لیے وہ کہنے لگا۔۔ آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں کے اسکا نکاح ہے۔۔

میں تمہیں بتاتی تو تمہیں تکلیف ہونی تھی اور مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ تمہیں تکلیف دیتی۔۔ اماں بی نے اسکا سر گود میں رکھتے ہوئے کہا۔۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا اماں بی پلیز۔۔ وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔۔ تم نے اسے کچھ نہیں کہا؟؟ اماں بے نے اسکا سر ملتے ہوئے کہا۔۔ کیا گواہی دیتا اپنی محبت کی اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔۔ سرد تاثرات سے کہا گیا۔

محبت میں اظہار کے بعد دوسرا نام اسرار ہے۔۔ ایک دفعہ کہتے دو دفعہ کہتے ۔۔ شاید مان جاتی ۔۔ وہ خود بھی مجبور ہے جلد بازی میں غلط فیصلے کر رہی ہے۔۔ کل صبح اسکا نکاح ہے اب بھی وقت ہے۔۔ ایک دفعہ پھر کوشش کر کے دیکھ لو۔۔ اماں بی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

اگر وہ پھر سے نا مانی تو ۔۔ ؟

مان جائے گی اور اگر نا مانی تو صبر کر لینا لیکن تیسری کوشش مت کرنا۔۔ اماں بی نے شفقت سے اسے سمجھاتے کہا۔۔ جاؤں پھر؟ حسن نے اُٹھتے ہوئے

کہا تھا ایک نی امید کے ساتھ ۔۔ جاؤ ۔ ۔ اللہ کی پناہ میں ۔۔ اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔۔

***

لائٹوں سے پورا گھر سجا ہوا تھا ۔۔ مہمانوں کا رش لگا ہوا تھا ۔۔ وہ باہر کھڑا تک رہا تھا آنکھوں میں نمی آچکی تھی ۔۔ آسمان کی طرف سر اٹھائے ضبط کیے گہرا سانس خارج کرتے اس نے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی تھی ۔۔ وہ خود تو اندر نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی کسی سے کہہ سکتا تھا ۔۔ گھر کے بیک گارڈن سائیڈ آتے اس نے گھر کا معائنہ کیا ۔۔ گل کے کمرے کا اندازہ تو وہ لگا چکا تھا کیوں کہ اس کے کمرے کی بالکنی کھولی ہوئی تھی ۔ اللہ کا نام لیتے پائپ پر پاؤں رکھتے دیوار کے آسرے کچھ نہ کچھ کر کے وہ بالکنی تک پہنچ ہی گیا تھا ۔ ۔ پن کے ساتھ ڈور انلاک کرتے وہ روم میں انٹر ہوا ۔۔ نفاست سے ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی ۔۔ قدم بڑھائے جھک کر بیڈ سے اسکا موبائیل اٹھاتے دیکھ کر پھر وہی رکھ دیا ۔۔ پورے کمرے میں طائرانہ نگاہ ڈالے وہ ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے تھا ۔ ۔ ہاتھ چیک کیا ۔۔ لیکن وہ کمرے میں نہ تھی ۔۔ نیچے حال سے لڑکیوں کی آوازیں آرہی تھیں ۔۔ چونکہ گل کا کمرہ سیکنڈ فلور پر تھا ۔۔ تو اس نے رسک لیا ۔ ۔ ہلکا سا دروازہ کھول کہ وہ باہر لاؤنج میں داخل ہوا ۔ ۔ دھیرے سے قدم اٹھاتے وہ ارد گرد نگاہیں دوہرا رہا تھا ۔۔ ٹی وی لاؤنج کے بلکل سامنے اوپن کچن تھا جہاں سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی

تھیں۔۔ گل کو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے مڑ کر دیکھا اسکو بالکل اپنے سامنے پا کر اس کے حلق سے چیخ نکلی جسے حسن شاہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔۔ آنکھیں پھاڑے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اور وہ اپنی سرخ انگارہ سوجی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ کم اور مسکرا زیادہ رہا تھا۔۔ اسکا بازو پکڑے کمرے میں لے کر آتے گل نے روم لاک کیا۔۔ تمہیں پتا بھی ہے کتنا بڑا عذاب نازل ہو سکتا ہے سامنے کو

اگر کسی نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو۔۔

عذاب تو نازل ہو گا اب ماہم گل آپ نے میری محبت کو جو ٹھکرایا۔۔ مسکراتے ہوئے جواب دیا گیا۔۔

NOVEL HUT

تو بدلہ لینے آئے ہو؟ ایگو ہرٹ ہوئی ہے تمہاری۔۔ ؟ گل نے طنزیہ کہا۔۔ بھیک مانگنے آیا ہوں۔ دیں گی۔؟ ۔ نظریں اس کی نظروں سے لاک کیے کہا۔۔

بھیک مطلب ۔۔؟ گل نے اجنبی تاثر سے کہا۔۔ ماہم گل تم میری محبت ہو ۔۔ میرا جنون ہو میں نے کوئی آدھی رات کو تمہیں ڈیٹس پر نہیں بلایا بلکہ عزت سے نکاح کی آفر دی ہے۔۔ تم بھی اچھی طرح واقف ہو میرے جز باتوں سے۔۔ پھر انکار کیوں۔۔ ؟ تڑپ تھی اس کے لہجے میں آج وہ خود کو

واقع بے بس محسوس کر رہا تھا ۔۔ انسان بے بس ہی تو ہو جاتا ہے جب محبت کا جواب آپ کی توقع کے مطابق نہ ہو۔۔ کیوں کیا انکار۔۔ کیوں تم خود غرض ہو گئی ۔۔ کیوں میری محبت کو ٹھکرایا ۔۔ حالانکہ میں نے ہر اس سچیوشن میں تمہاری مدد کی جب تمہیں میری ضرورت تھی میں جتا نہیں رہا گل لیکن اسی نیکی کے بدلے ایک موقع تو دے کر دیکھو ۔۔ یقیں مانو میرے علم میں نہیں تھا کہ تمہارا نکاح ہے اور اگر مجھے پتا بھی ہوتا پھر بھی میں اپنی کوشش سے پیچھے نہ ہٹتا اظہار کرنے کا حق تو ہے مجھے ۔۔ یقیں مانو میں دل کے جزباتوں کے ہاتھ تمہارے معملے میں بے بس ہوں ۔۔ سخت الفاظوں سے کہتے وہ دو قدم پیچھے ہٹا گیا تھا ۔۔ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا وہ واقع ضبط کی انتہا پر تھا ۔۔ شاہ ۔۔۔ گل اس کے

انکشاف پر لاجواب ہی تو ہو گئی تھی ۔۔ اس کا دل پھٹ رہا تھا ۔۔

NOVEL HUT

مم ۔۔ مت ۔۔ جاؤ ۔۔ اسے دو قدم پیچھے ہٹاتے اس نے روتے ہوئے کہا ۔۔ آخر محبت تو وہ بھی کرتی تھی ۔۔ میں مجبور ہوں ۔۔ گل نے روتے ہوئے کہا ۔۔

انساں محبت کے معاملے میں مجبور نہیں ہوتا گل اگر کوئی نبھانا چاہے تو ہر مجبوری کو مات دے کر بھی نبھا سکتا ہے ۔۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جس

میں آپ مجبور یا بے بس نہیں ہوتے بس آپ بزدل ہوتے ہیں آنے والے
پیش نظر مسائل سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔۔یہ کہتے ہی وہ چلا گیا تھا۔۔
پیچھے گل کو اک عجیب غیر معمولی پچھتاوے کے احساس نے آن گھیرا تھا۔۔
گھٹنوں کے

بل بیٹھے وہ شدت سے رودی تھی۔۔ وہ مجبور تھی لیکن مجبوری میں وہ اپنے
احساسات کو

کیسے مار سکتی تھی۔۔ اس کے ہاتھوں میں لعرزش تھی وہ کانپ رہی تھی۔۔
اس کا دماغ

ماؤف ہو رہا تھا۔۔ وہ کوئی بھی فیصلہ لینے کی صلاحیت کھو چکی تھی۔۔ کل
صبح اس کا

نکاح تھا اور اس کے پاس صرف چند گھنٹے تھے۔۔ اگر وہ فرحان سے نکاح کر
بھی لیتی تو کیا

وہ خوش رہ پاتی۔۔؟ کیا اس کی ضروریات پوری کی جاتیں یا پھر وہ باہر سہاروں کی متلاشی

ہوتی۔۔ اگر مجھے میرے گھر والو سے سہارے کی امید ہوتی تو میں کبھی خود نہ کماتی۔۔ تلخی

سے سوچتے اس نے سختی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اب وہ

کیا کرے گی۔۔ لیکن وہ کسی کی مجرم نہیں بننا چاہتی تھی۔۔ آنسوں کو سختی سے صاف

کیے وہ واشروم کی جانب بڑھی تھی۔۔ خود کا حلیہ زرہ درست کرتے وہ باہر ہال میں آچکی

تھی ہر طرف مہمانوں کا رش تھا۔۔ اس وقت گھر سے نکلنا مشکل تھا نہیں تو اس وقت

وہ صرف ایک شخصیت کے پاس جانا چاہتی تھی۔نیچے فرسٹ فلور پر آئی تو ہر طرف

لڑکیاں تیار گروپس کی صورت میں مزاق میں مصروف تھیں گھر میں ہر طرح کی رونق

تھی۔۔ گل بیزار ہو چکی تھی ان سب سے اس لیے واپس اندر بڑھتے کچن کی طرف جانے

لگی ۔۔ کہ ڈرائینگ روم کے سامنے آکر اس کے قدم ساکت ہوئے۔۔
روم کے اس سائیڈ گل کے ماموں چھوٹے ماموں کی بیگم فرخندہ فائزہ کی والدہ تھی شاید وہ فائزہ کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ماموں جانی آپ جانتے ہیں میں اور فرحان ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں پھر آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔ شاید وہ رو رہی تھی اس کی آواز نم تھی۔۔ جب ہم نے فرحان اور فائزہ کا رشتہ طے کر لیا تھا پھر کیا ضرورت تھی خدیجہ کی اولاد سے کرنے کا۔۔؟ فرخندہ بیگم نے غصے کی شدت سے کہا۔۔

فرخندہ بھابھی سمجھنے کی کوشش کریں کسی مجبوری کے تحت ہی یہ نکاح کر رہے ہیں جس کا مفاد بعد میں ہمیں ہی ہو گا۔۔ بس کچھ عرصہ انتظار کریں پھر فرحاں کا نکاح فائزہ سے ہی ہو گا دوبارہ ۔۔ اور اگر فرحان نے انکار کر دیا تو۔ ۔ فائزہ نے جزباتی ہوتے کہا۔۔۔ نہیں کرے گا وہ ماہم سے اتنا بدظن ہو جائے گا کہ خود اسے چھوڑنے پر راضی ہو جائے گا۔۔ ماموں جاں نے فائزہ کو تسلی دیتے کہا جس پر وہ وقتی طور خاموش ہو گئی۔۔

مجھے مفاد کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔۔یہ سوچ ہی اس کی جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔۔یہ سوچتے ہے اس کے پیروں تلے زمیں کھسک گئی تھی۔۔ وہ ساکت ہو گئی تھی۔۔۔ بھاگتے وہ اپنے روم کی جانب بڑھی تھی۔۔ سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی جنہیں وہ نظر انداز کیے جا رہی تھی۔۔ وہ مزید اپنی زات کا تماشہ نہیں بننے دے سکتی تھی۔۔

NOVELHUT

واشروم بڑھتے شاور آن کرتے کچھ لمحے سکوں لینا چاہا جو کسی صورت اسے میسر نہ تھا۔۔ ایک طرف پچھتاوے نے آن گھیرا تھا اور دوسری طرف خود کو کسی مفاد کے لیے استعمال ہونے کا دکھ ۔۔ وہ واقع کسی قرب سے گزر رہی تھی۔۔ اگر بر وقت وہ نہ سنتی تو۔۔؟ وہ مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی گل نے فیصلہ کر لیا تھا اور اب جو بھی نقصان ہو جائے وہ دیکھنے کے لیے تیار تھی۔۔ بس اب وہ اپنا آخری موقع نہیں گنوانا چاہتی تھی۔

کافی دیر شاور کے نیچے کھڑے رہنے کے بعد جب وہ خود کو پر سکون کر چکی تھی تو باہر نکلی تھی اب اُسے کسی صورت گھر سے نکلنا تھا کیوں کہ اب وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا دل ہر چیز سے عاری ہو چکا تھا۔۔ ڈرار سے پین کلر نکالتے چار پانچ ایک ساتھ لیتے پانی کا گلاس لبوں سے لگائے کڑوے زہر کو اپنے اندر انڈیلا۔۔ عجلت میں قدم بڑھاتے کبڈ سے بڑی سیاہ چادر نکالی اور سر پر اچھی طرح اوڑی ایک کونا چہرے کے آگے کیا۔۔ موبائیل کو ہاتھ میں مظبوطی سے پکڑے کیز لیتے وہ باہر نکلی تھی فرسٹ فلور پر سب کی نظروں سے بچتے وہ کچن میں آچکی تھی۔۔ باہر کے راستے سے تو وہ جا نہیں سکتی تھی ورنہ سب ہزار سوال پوچھتے اس لیے گل نے گھر کے بیک سائیڈ راستے سے جانے کا سوچا جس کا دروازہ کچن کی طرف کھلتا تھا۔۔ کوئی بھی یہاں سے نہیں جاتا تھا اسے لاک لگایا گیا تھا جو صرف ہنگامی صورت میں استعمال کرنے کے لیے تھا۔۔ کیز لگاتے جلدی سے دروازہ کھولتے وہ باہر نکلی ۔۔۔ گھر سے تھوڑا دور تو وہ آچکی تھی لیکن اب اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ حسن کے پاس جائے کیسے۔۔ نہ تو اس وقت مال میں ہو سکتا تھا۔۔ اور نہ گل کو اس کے گھر کا پتا تھا۔۔ اس لیے گل نے اماں بی کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔۔ وہ زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتی تھی صبح ہوتے ہی سب نے اسے ڈھونڈنا شروع کر دینا تھا۔۔

تیز تیز قدم اٹھاتے وہ اماں بی کے گھر پہنچی تھی۔۔ چونکہ بہت زیادہ ادویات لینے کی وجہ سے اس پر غنودگی طاری ہو رہی تھی وہ ٹیومر کی پین کلرز ویسے ہی

بہت ہیوی تھی اور گل نے بہت زیادہ ایک ساتھ ہی لے لی تھی ۔۔ اب اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا ۔۔ دروازہ کھٹکایا ۔۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ حواس باختہ ہو چکی تھی ۔۔ حسن نے دروازہ کھولا ۔۔ سامنے گل کو دیکھ کر وہ شاکڈ ہو چکا تھا ۔۔ دروازہ کے نُکر پر گھٹنوں کے بل بیٹھے وہ آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی ۔۔ گل کو واقع لگا تھا کہ اُس کا ٹیومر آخری سٹیج تک پہنچ چکا ہے اور اس کا آج واقع آخری دن تھا ۔۔ حسن پر ایک نظر ڈالے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی ۔۔

وہ اپنے حوش و حواس میں نہیں تھی ۔۔

گل کو دیکھتے ہی اس کے پیروں تلے زمیں کھسک گئی تھی ۔۔ وہ اسے کبھی اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا ۔۔ حسن شاہ کو لگا تھا وہ گل کی جگہ وہ ختم ہو جائے گا ۔۔ بھاگتے وہ گل کی جانب

بڑھا تھا اسے باہوں میں اٹھاتے وہ بھاگتے اندر لایا تھا ۔۔

اماں بی ۔۔۔ اماں بی ۔۔۔ دیکھیں ناں گل کو کیا ہوا ہے ۔۔ وہ آنکھیں نہیں کھول رہی ۔۔ حسن کے چیخنے سے اماں بی بھی آچکی تھی ۔۔ گل ۔۔ ۔۔ میرا میرا بچہ بچہ ۔۔۔ آنکھیں آکھولو ۔۔۔ دیکھو مجھے ایسے پریشان

نہیں کرو۔۔گل ۔۔ اماں بی نے تڑپتے کہا تھا۔۔آنسو ان کی آنکھوں سے روانی سے بہہ رہے تھے۔۔گل کے ناک سے خون کی لکیریں نکلنا شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ واقع تکلیف کی آخری حدوں پر تھی بند ہوتی آنکھوں سے اس نے آخری چہرا صرف حسن شاہ کا دیکھا تھا۔۔۔

اس کے چہرا خون سے تر ہو گیا تھا ۔۔ صحیح معنوں میں تو اب حسن کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے تھے۔۔اسے اپنے ہاتھ کانپتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔ اک لمحہ بھی ضائع کیے بنا اس نے اسے باہوں میں اٹھایا اور گاڑی میں بٹھایا ۔۔ اماں بی کو جلد ساتھ چلنے کا کہا۔۔ ایک گھنٹے کا رستہ اُس نے صرف دس منٹ میں کاٹا تھا اماں بی جو مسلسل اس کا سر گود میں رکھے تسبیح پکڑے پڑھ رہی تھی۔۔ شدت سے رو رہی تھی۔۔ اور اس پر پھونکیں مار رہی تھی ۔۔ دس منٹ کے راستہ ڈرائیو کرتے اس کی خود کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔ بہت مشکل ہوتا ہے ان لوگوں کو خود سے دور جاتے ہوئے دیکھنا جو کبھی آپ کا کل قیمتی اثاثہ تھے ۔۔ ڈاکٹرز۔۔ڈاکٹرز۔۔ کہاں مر گئے ہو سب۔۔ہاسپٹل پہنچتے حسن نے گل کو اُٹھائے چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا۔۔ ضبط سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ۔۔ لگ رہا تھا کہ وہ ابھی رو دے گا۔۔ اتنے میں سٹریچر لایا گیا گل کا اس پر ڈالا اور ڈاکٹرز اسے آپریٹ وارڈ میں لے گئے۔۔

حسن کا باہر روکتے وہ لوگ گل کو اندر لے جا چکے تھے۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے ڈاکٹرز اکھٹا ہونا شروع ہو چکے تھے ۔۔ حسن نے باہر گلاس ڈور سے اندر دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔ اماں بی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ روتے ہوئے وہ اسے سینے سے لگا گئی تھی۔۔ وہ مظبوط اعصاب کے مالک کا مرد تھا۔۔ اتنی جلدی وہ کمزور نہیں پڑتا تھا۔۔ لیکن اس نے گل سے کہا تھا کہ وہ اس کے معملے میں کمزور تھا۔۔ اس نے ماہم گل سے کہا تھا کہ وہ گل کے معملے میں کمزور ہے ۔۔ ضبط کیے وہ اماں بی سے کہہ رہا تھا۔۔ جو اسے حوصلہ دے رہیں تھی۔۔ تسلیاں دے رہیں تھی۔۔ اتنے میں ہی ڈاکٹرز باہر آئے۔۔ ایکسکیوز می۔۔ آپ پیشنٹ کے کیا لگتے ہیں۔۔ ڈاکٹر نے تفصیلاً اس سے پوچھا۔۔ ام ریلیٹو۔۔ حسن نے نظریں جھکائے کہا۔۔ کیسی ہیں وہ ؟ ۔۔ کیا ہوا ہے انہیں ؟ ۔۔ وہ ٹھیک تو ہے۔۔؟؟ ایک تڑپ تھی اس کے لہجے میں ۔۔ دیکھیں سر ان کے ٹیومر کی لاسٹ سٹیج تھی۔۔ جس کی وجہ سے دماغ کی کوئی نس پھٹنے کا خدشہ ہے ۔۔ آپ وقت ضائع. کیے بنا رقم جمع کروا دیں اور ان کے کسی فیملی میمبر کو بُلائے والد یا والدہ میں سے کسی کو ۔۔ کیوں کے آپریٹ کے لیے کسی ایک کے دستخط ہونا ضروری ہیں۔۔جلدی کریں ہمارے پاس

وقت نہیں ہے۔۔ ڈاکٹر پیشہ وارانہ کہتے اک نظر اس پر ڈالتے چلا گیا۔۔

***

آہستہ آہستہ سب لوگ جمع ہو چکے تھے ۔۔ حسن نے شیریں ۔۔ اور وانیہ کو بھی کال کردی

تھی ۔۔ اور اس کے گھر بھی ۔۔۔

وانیہ آچکی تھی ۔۔ دوسری طرف نانو جان روتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی ۔۔ ساتھ ہی خدیجہ بیگم ۔۔ جاوید اقبال ۔۔ آہستہ وہ سب لوگ جمع ہو چکے تھے ۔۔ آپریشن شروع ہو چکا تھا ۔۔ اماں بی کے کہنے پر انہیں نے اللہ کا کلام پڑھنا شروع کیا تھا ۔۔ اُسے ہوا کیا ہے ۔۔ جاوید اقبال نے سرد لہجے سے حسن سے کہا ۔۔ کیوں کے اس نے ہی سب کو بلایا تھا ۔۔

یہاں حسن کے علاوہ شیریں ہی جانتی تھی کے گل کو برین ٹیومر تھا اور وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں تھی ۔۔

برین ٹیومر "۔۔ حسن نے یک لفظی جواب دیا تھا ۔۔ اس کے بعد بھی حسن کے ان کے چہرے پر کوئی ملال نظر نہیں آیا تھا ۔۔

ک۔۔ لک۔۔ کیسے ۔۔ خدیجہ بیگم نے اٹکتے ہوئے کہا تھا۔۔ آخر کو ماں تھی ۔۔ وہ تو بالکل ٹھیک تھی۔۔ آنکھوں میں نمی لیے انہوں نے حسن سے کہا تھا۔۔ جو خود تکلیف میں تھا اس کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا۔۔ یقیناً آپ اس کی ماں ہیں نہ۔۔ پھر آپ کو کیوں نہ پتا چلا۔۔؟ آپ نے ہی جنم دیا ہے نہ اُسے ۔۔؟ کم از کم آپ تو اس کا۔ درد سمجھ لیتیں ۔۔ حسن نے طنزیہ انہیں دیکھتے کہا تھا۔۔ بکوس نہیں کرو۔۔ جاوید صاحب دھاڑے تھے۔۔ تم کیا لگتے ہو اس کے ۔۔ تمہیں اتنی فکر کیوں ہے اس کی۔۔ انہیں نے لال ہوتے چہرے سے اس سے پوچھا تھا۔۔ حسن کا بس ہی تو نہیں چل رہا تھا ۔۔ اندر آپ کی بیٹی زندگی اور موت سے لڑ رہی ہے اور آپ کو اس وقت یہ فکر ستائے جا رہی ہے کہ میرا اس سے کیا رشتہ ہے۔۔

ابھی وہ کچھ اور کہتا کے اماں بی کے ٹوکنے سے وہ رک گیا تھا۔۔۔

اتنے میں عمر آ چکا تھا۔۔ اس نے آتے ہی حسن کو گلے لگایا تھا۔۔ کیوں کے اس

وقت وہ اس کی اندرونی کیفیت سے اچھی طرح واقف تھا۔۔ اس کے گلے لگتے ہی

کچھ

وہ اپنے اعصاب پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔ اُسے کچھ ہوا عمر تو حسن شاہ زندہ نہیں

رہ پائے گا۔۔ جس وقت اس کی سانسیں اٹکی اُسی وقت حسن شاہ کی سانسیں ختم

ہو جائیں گی ۔۔ اُسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔ اس کے سینے لگے آنکھوں میں نمی لیے

اس نے عمر سے کہا تھا۔۔ عمر کو وہ کسی چھوٹے بچے کی مانند لگ رہا تھا۔۔ جو اپنی

چیز پانے کے لیے بضد تھا۔۔ تو فکر مت کر کچھ نہیں ہو گا میں دیکھتا ہوں۔۔ عمر اس

کے پیٹھ پر تھپکتے اندر وارڈ میں داخل ہو چکا تھا۔۔ اماں بی مسلسل روئے جا رہی تھی

ساتھ تسبیح کا ورد کر رہی تھی۔۔ وانیہ کو ساتھ بٹھائے وہ مسلسل گل کے لیے دعائیں

کر رہی تھی۔۔ نانو جان دوسری جانب بنچ پر بیٹھے سر ہاتھوں میں گرائے گل کے لیے

دعا گو تھی۔۔ آخر کو انہوں نے اسے پالا تھا وہ کیسے اسے خود سے دور جاتے دیکھ سکتی

تھی۔۔ ساتھ بیٹھی خدیجہ بیگم آنکھوں میں نمی لیے سر جھکائے بیٹھی تھی شاید آج

انہیں ملال تھا۔۔ جاوید اقبال کھڑے تھے جن کی مسلسل نظریں حسن شاہ پر تھی۔۔

NOVEL HUT

جو بے چینی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چکر لگا رہا تھا۔۔ ساتھ بار بار گلاس ڈور سے

دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

حسن بچے بیٹھ جاؤ۔۔ اس طرح کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ اماں بی نے حسن سے کہا۔۔ نہیں اماں بی میں ٹھیک ہوں۔۔ آنکھوں میں نمی. لیے وہ دوسری جانب رخ موڑ چکا تھا۔۔ دو تین گھنٹے کا آپریٹ تھا۔۔ اچانک آپریشن تھیٹر کی لائٹ بدلی تھی۔۔ حسن کا دل بے چین ہوا تھا۔۔ ڈاکٹرز باہر نکلے تھے ۔۔ ہاتھ سے گلوز اتارتے سنجیدہ چہرہ لیے وہ حسن کی جانب بڑھے تھے۔۔ وہ ٹھیک ہے ناں۔۔ آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے اس نے بڑے مان سے پوچھا تھا۔۔ سر دیکھیں ہم نے پوری کوشش کی ہے لیکن جیسے اللہ کی مرضی۔ ۔کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ۔۔ حسن نے اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔ اس کی آواز سن کر سب کھڑے ہو چکے تھے۔۔ سب کے رونے میں شدت آچکی تھی ۔۔ لوگ مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے انہیں۔ "Sorry sir, she's no more" پیشہ وارانہ کہتے ڈاکٹر جا چُکا تھا۔۔ حسن نے اس کے گریبان کے چھوڑ دیا۔۔ وہ دو قدم پیچھے اٹھا چکا تھا۔۔ اسے ڈاکٹر کے کہے الفاظ پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔ وہ اپنے حوش و حواس میں نہ تھا۔۔ اتنے مظبوط اعصاب کا مالک مرد اس وقت کمزور پڑ چکا تھا۔۔ عمر نے اسے زور سے سینے لگایا تھا۔۔ عمر کے سینے لگتے حسن نے

اونچی آواز میں روتے ہوئے کہا تھا۔۔ ان کی ہمت کیسے ہوئی بکواس کرنے کی۔۔مجھے پتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ اسے کچھ نہیں ہوا۔۔ اسے کچھ ہوا تو میں پورا ہسپتال جلا دوں گا۔۔ قحط پڑے گا۔۔ اگر کسی نے اس کے خلاف کچھ کہا۔۔ وہ رو رہا تھا شدت سے۔۔ اونچا اونچا بول رہا اتھا۔۔ لوگ اسے پاگل پا سمجھ رہے تھے۔۔ کچھ رک کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔ اور کچھ ان کی حالت پر افسوس کرتے جا چکے تھے۔۔ عمر اسے دلاسے دے رہب تھا چُپ کروا رہا تھا۔۔ اتنے میں اس کا بی پی شوٹ کر گیا اور وہ عمر کے بازوؤں میں ہی اعصاب کھو بیٹھا۔۔ عمر نے جلد سٹیر چر منگوایا اسے دوسرے روم شفٹ کیا

گیا۔۔ ڈرپس لگائی گئیں ۔۔ اس وقت وہ حوش میں نہیں تھا۔۔

اماں بی رو رہی تھی۔۔ وانیہ ان کے ساتھ لگے رو رہی تھی خدیجہ بیگم ماں کے گلے لگی دھاڑے مار کے رو رہی تھی۔۔ آخر کو ان کی ممتا بھی آج جاگی تھی ۔۔ جب وہ آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔ جاوید اقبال کی آنکھیں بھی نم تھی۔۔

پورے وارڈ میں قیامت برپا ہو چکی تھی۔۔ ہر طرف رونے چیخنے چلانے کی آوازیں تھی۔۔ وارڈ میں انٹر ہوتے شیریں نے سیدھا ڈاکٹرز کو اکٹھا کیا تھا اس کے ساتھ سپیشلسٹ تھے کوئی۔۔ شیریں کے کہنے پر ڈاکٹر عمر آچکا تھا

۔۔ ڈاکٹر شنایہ کیا آپ کو لگتا ہے اس سے کچھ ہو گا۔۔ عمر نے سرد تاثرات میں کہا تھا۔۔

ہاں مجھے پورا یقیں ہے ہمیں گل کو جلد از جلد دوسرے ہاسپٹل شفٹ کرنا ہوگا۔۔ ابھی اس کے پاس چوبیس گھنٹے ہیں ان چوبیس گھنٹوں میں اسے ہوش آسکتا ہے۔۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ۔۔ جلدی کریں۔۔ ڈاکٹر شنایہ نے ڈاکٹر عمر سے کہا تھا۔۔ لیکن حسن۔۔۔ عمر نے ڈاکٹر شنایہ سے کہا وہ اسے اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا۔۔ سر اس وقت ہمارے پاس ان چیزوں کا وقت نہیں ہے۔۔ گل کو جلد دوسرے ہاسپٹل شفٹ کروایا گیا تھا۔۔ سپیشلسٹ کے ساتھ مل کر ایک دفعہ پھر آپریٹ تھیٹر کو لائٹ

NOVEL HUT

بدلی تھی۔۔

وانیہ کو حسن کے پاس رہنے کا کہتے وہ جا چکا تھا۔۔

اُسے جو نہی ہوش آیا تھا اس کے دماغ پر تمام منظر دوبارہ شروع ہو چکا تھا۔ تکلیف سے آنکھیں بند کرتے اس نے پھر آنکھیں کھولی تھی ۔۔ اللہ اُسے کچھ نہیں ہونا چاہیے ۔۔ شدت سے دعا کی تھی اس نے۔۔ ہاتھوں پر ڈرپس سختی سے اتارتے وہ اپنے ہاتھ کو زخمی کر گیا تھا۔۔ حسن بھائی آپ

ایسے نہیں جا سکتے عمر بھائی نے منع کیا ہے پلیز آپ کو ریسٹ کرنا چاہیے ۔۔ وانیہ نے روتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔ اس کی بات اگنور کرتے وہ اٹھا تھا۔۔ وانیہ میں ٹھیک ہوں آپ جائیں۔۔ اسے کہتے وہ گل کو دیکھنے باہر بھاگا تھا۔۔ کہیں وہ اسے نظر نہ آئی۔۔ ہاتھ سوج چکا تھا لیکن اسے درد کہاں محسوس ہو رہا تھا۔۔یہ درد اس درد کے سامنے بہت کم تھا جو اس وقت اس کے اندر تھا ۔ ۔ ۔ کسی بزرگ سے مسجد کا پوچھتے وہ اس جانب بھاگا تھا۔۔ وہ نماز کا پابند نہیں تھا ۔۔ اسے یاد نہیں تھا کہ اس نے آخری دفعہ نماز کب پڑھی تھی لیکن اس وقت سجدے میں سر جھکائے وہ شدت سے رو دیا تھا۔۔ وہ بے بس ہو چکا تھا۔۔ وہ اللہ سے دعائیں کر رہا تھا ۔۔ مسجد میں موجود چند بزرگ تاسف سے اسے دیکھ رہے تھے ۔۔ اللہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آخری نماز کب پڑھی تھی۔۔بے شک میں تیرا گنہگار ہوں۔۔ لیکن میرے اللہ اس آخری نماز کے بدلے ہی مجھے اس کی زندگی لوٹا دے۔۔

NOVEL HUT

میں تجھ سے صرف اس کی زندگی مانگتا ہوں۔۔ میرے اللہ اسے کچھ نہ ہو ۔۔ کافی دیر وہ سجدے میں جھکا رہا۔۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔۔ محبت انسان کو رب سے دور بھی لے جاتی ہے اور کبھی بہت قریب بھی۔۔کافی دیر وہ روتا رہا تھا اپنے رب کے سامنے ۔۔ اور شائد عنقریب اس کی دعائیں قبول ہونی تھی ۔۔ جائے نماز تے کرتے وہ تھوڑا سکون محسوس کر رہا تھا۔۔ ہاتھ سوجا ہوا۔۔ آنکھیں لال ۔۔ اجڑا حلیہ ۔ ۔ برخودار کوئی عزیز بچھڑا ہے کیا۔۔؟ مسجد میں موجود ایک بزرگ نے اسے پوچھا تھا جو کب سے اسے نماز میں روتے ہوئے دیکھ رہا تھا ۔۔

جی بہت عزیز تھا۔۔۔ اللہ تمہیں صبر دے۔۔ بزرگ نے دل سے دعا دی تھی۔۔ آمین۔۔۔ کہتے وہ باہر نکل چکا تھا ایک رقم وہ مولوی کو دے کر آیا تھا کے غریبوں میں بانٹ دیں۔۔ سرد تاثرات نم آنکھوں سے وہ ہاسپٹل کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اسے عمر کی کال موصول ہوئی۔۔

***

آپریشن تھیٹر کی لائٹ یکدم بدلی تھی ڈاکٹر شنایہ اگر آپ بروقت نہ پہنچتی تو شاید آج ہم کسی معصوم کی جان بچا نہ پاتے۔۔ ڈاکٹر عمر نے ڈاکٹر شنایہ سے کہا تھا۔۔ اس کی پھر سے سرجری کی گئی تھی اور وہ کامیاب ہوئی تھی۔۔ لیکن اس صورت سر کے جس حصے سے کی گئی تھی۔۔ گل کے آدھے بال کاٹ دیے گئے تھے جو اسے بہت پسند تھے۔۔

بس اللہ نے کسی کی دعا قبول کرلی ہے ڈاکٹر شنایہ نے ڈاکٹر عمر سے کہا تھا۔۔ آپریٹ کامیاب ہوا تھا لیکن ایک خدشہ اب بھی تھا جن ان دونوں کو لاحق تھا۔۔ ڈاکٹر شنایہ آپ جانتی ہیں صرف دو گھنٹے ہیں ان دو گھنٹوں میں پیشنٹ کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔۔ ڈاکٹر عمر آپ سر حسن کو کال کریں اور

جب اللہ نے اتنی مدد کی ہے تو ہوش آجائے گا انشا اللہ ۔ ۔ڈاکٹر شیریں نے بہت امید سے کہا تھا۔۔ ہاں میں ابھی کال کرتا ہوں۔۔

***

کال موصول ہوتے وہ کان سے لگا چکا تھا ۔۔ بولنے سننے کی صلاحیت تو وہ پہلے ہی کھو چکا تھا۔۔ وہ ایک زندہ لاش کی مانند لگ رہا تھا جس کے جسم سے روح قید کرلی گئی ہو۔

تمہیں ماہم سے ملنا ہے۔۔ ؟ عمر نے بہت تحمل سے بات کا آغاز کیا تھا۔۔

ہاں۔۔ حسن کو لگا تھا وہ آخری دفعہ ملنے کی بات کر رہا ہے تکلیف اور قرب سے اس نے آنکھیں میچی۔۔ میں نے لوکیشن سینڈ کی ہے پانچ منٹ میں پہنچو۔ ۔ عمر نے حسن سے کہتے کال کٹ کردی ۔۔ حسن نے موبائل آن کیا تو سامنے گل کی پک والپیپر پر دیکھ اس کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھی۔۔ یہ پک اس نے مال میں کھینچی تھی ۔۔ اور وال پیپر پر لگا دی۔۔

لوکیشن دیکھی تو ہاسپٹل کی شو ہو رہی تھی ۔۔ اسے ایک غیر معمولی احساس نے جکڑا لیکن وہ نظر انداز کر گیا ۔۔ اس وقت وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی کہاں رکھتا تھا۔۔۔ گاڑی کو ڈرائیو کرتے وہ وہاں پہنچا ۔۔ ریسپشنٹ پر پوچھتے وہ سیکنڈ فلور پر آیا سامنے ہی ڈاکٹر عمر اور شیریں اس کے ہی انتظار میں

تھے۔۔ حسن کو تھوڑا عجیب لگا۔۔ وہ عمر کی جانب بڑھا۔۔یہاں کیوں بلایا ۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی آواز کہیں دور کسی کھائی سے آرہی تھی۔۔ عمر پریشان ہی تو تھا اپنے بھائی کی اس حالت پر۔۔ عمر نے صرف اس سے اتنا کہا "مل لو جاؤ"۔۔ اس کی بات پر نا سمجھی سے وہ اندر بڑھا تھا لیکن سامنے مشینوں میں جکڑے وجود کو دیکھ کی اس کی دھڑکن مدھم ہوئی تھی۔۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔۔ آنکھوں سے پھر آنسو روانگی اختیار کر چکے تھے۔۔ ایک ایک قدم اٹھاتے وہ اس کے قریب گیا۔۔ اس کی زبان اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔۔ کسی بت کی مانند خاموش کھڑا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔ حسن شاہ کے علم میں نہیں تھا کہ گل زندہ ہے۔۔

گل ۔۔ اُٹھ جاؤ۔۔ مت مجھے تڑپاؤ۔۔۔ اس نے اٹکتے اٹکتے لفظ ادا کیے تھے آواز اتنی تھی کہ با مشکل وہ خود ہی سن پاتا۔۔ آنکھوں میں آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ بے بسی کی

NOVEL HUT

انتہا پر تھا۔۔

کسی کے جانے مانے لمس اس نے محسوس کیا تھا۔ ہاتھ پر گرتے کسی کے آنسو۔۔ اس کے سانسیں تیز ہو رہی تھی۔۔ وہ تیز تیز سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اس کی انگلیوں میں ہلکی

سی جنبش ہوئی تھی۔۔۔

حسن نے اس کے ہاتھ میں جنبش محسوس کی تو اس نے عمر کو آواز دی۔۔ عمر۔۔۔ عمر۔۔۔ وہ دو قدم پیچھے اٹھا چکا تھا اس کے ہاتھوں میں لعرزش واضح ہو رہی تھی۔۔ اس کی آواز سنتے وہ دونوں اندر بھاگے تھے اور عمر نے زبردستی حسن کو باہر بھیجا۔۔ سپیشلسٹ باقی ڈاکٹرز سب اکٹھے ہو چکے تھے۔۔ حسن مسلسل بے چینی کا شکار تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا اپنی آنکھوں پر۔۔ اس کا دل کانپ رہا تھا۔۔ اتنے میں ڈاکٹرز باہر نکلے شیریں اندر ہی تھی۔۔ عمر نے باہر نکلتے حسن کو گلے لگایا۔۔ زور سے اسے تھپکا۔۔ وہ اب بھی آنکھوں میں ناسمجھی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ عمر نے مسکراتے اسے اندر بھیجا۔۔ جا بھی تیری دعائیں قبول ہو گئیں ہیں۔۔ تم ٹھیک ہو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔۔ گل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ باہر حسن نے تو ہمیں پاگل کر رکھا ہے شیریں نے اسے صبح سے لے کر اب تک کی روداد سنا دی۔۔ گل نم آنکھوں سے مسکرا دی ۔۔ دروازہ کھولا حسن کو دیکھ کر شیریں گل کو آنکھ ونک کرتے باہر چلی گئی۔۔ حسن کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔

اس نے دل میں ہزار دفعہ اللہ کا شکر ادا کیا۔۔ آنکھوں میں نمی لیے وہ اس کے قریب آیا۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے وہ بالکل خاموش تھا۔۔ اس کے لیے یہ کافی تھا کہ وہ اس کے سامنے صحیح سلامت موجود تھی۔۔ آنکھوں میں نمی لیے گل نے اسے دیکھا۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ آنکھوں میں نمی لیے اس نے

اس سے پوچھا تھا۔۔ گل نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ گل نے آنکھیں بند کی وہ بے چین ہوا۔۔ کچھ دیر بعد پھر آنکھیں کھولی اسے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی خواب نہیں بلکہ وہ واقع اس کے سامنے تھا۔۔ گل نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔ حسن یک تک اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔

میں آپ کے دل پر حکمرانی کر سکتی ہوں۔۔؟ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس نے حسن شاہ کے اُسی سوال " میرے دل پر حکمرانی کریں گی آپ کو دوہرایا تھا۔۔

آپ میرے دل پر ہی نہیں میری روح پر بھی حکمرانی کر سکتی ہیں مس ماہم گل۔۔ نم آنکھوں سے وہ مسکرا دیا تھا۔۔ سکوں ہی جیسے اب یسر ہوا تھا۔۔ نم آنکھوں سے گالوں پر لالی سے وہ نظریں جھکا گئی تھی۔۔ حسن نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔۔ اس نے اس کا بوسا لیا اور اس کی آنکھوں میں آئی نمی کو ہاتھوں سے صاف کیا۔۔ نم آنکھوں سے دونوں مسکرا دیے۔۔

ختم شد

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram link here.

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram :irum shehzadi